الله کا قرآن اور معاویہ بن ابی سفیان....کچھ لوگ معاویہ بن ابو سفیان کے تحفظ میں قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہیں.ہم معترض کی تمام گفتگو بمع اپنے جواب کے نقل کرتے ہیں....

سورہ نساء آیت 45...جو مسلمان گھروں میں بیٹھے رہے اور لڑنے سے جی چراتے ہیں.اور کوئی عذر نہیں رکھتے اور جو اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرنیوالوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ نے درجے میں فضیلت بخشی ہے.اور بہترین انجام کا وعدہ اللہ نے سب سے کیا ہے.اور اجرِ عظیم کے لحاظ سے اللہ نے جہاد کرنیوالوں کو بیٹھ رہنے والوں پر کہیں زیادہ فضیلت بخشی ہے....

سورہ حدید آیت 10..اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے.حالانکہ آسمانوں و زمینیوں کی وراثت اللہ ہی کی ہے.جس شخص نے تم میں سے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا.اور جنگ کی اور جس نے یہ کام بعد میں کیئے.وہ برابر نہیں.انکا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھکر ہے جنھوں نے بعد میں مال خرچ کیئے اور کفار سے جنگ کی اور اللہ نے سب سے ہی ثواب کا وعدہ کیا ہے.اور جو کام تم کرتے ہو.اللہ ان سے واقف ہے.....

تو معترض وکلا وعد اللہ الحسنیٰ سے استدلال کرتا ہے کہ معاویہ بن ابو سفیان صحابی ہیں اور اس آیت کے تحت ان سے وعدہ حسنیٰ ہے...

لیکن ہم جواباً کہتے ہیں.کہ حسنیٰ کا وعدہ تو ہے لیکن کیا یہ وعدہ حسنات پر ہے یا سئیات پر ہے..یہ وعدہ ایمان پر ہے یا نفاق پر ہے..یہ وعدہ تقویٰ

پر ہے یا فسق پر ہے............اور دوسری گزارش ہے کہ یہ وعدہ مشروط ہے یا غیرِ مشروط..یعنی کیا صرف صحابی ہونے پر نجات ہے یا نجات کی کچھ شرائط بھی ہیں..تو پہلے ہم قرآن سے آیات کا مطالعہ کرتے ہیں پھر احادیثِ مبارکہ سے رجوع کرتے ہیں........

جواب نمبر 1.........سورہ حجرات آیت 15... مومن تو بس وہ ہے جو اللہ و اسکے رسول(ص) پر ایمان لائے.پھر شک میں نہ پڑے.اور اللہ کی راہ میں مالوں و جانوں سے جہاد کیا. یہی لوگ ایمان کے سچے ہیں...

سورہ الاحقاف آیت 13..14... جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے.پھر وہ اس پر قائم رہے.تو ان کو نہ خوف ہو گا.اور نہ وہ غمناک ہونگے. یہی اھلِ جنت ہیں.کہ ہمیشہ اسمیں رہینگے.یہ انکا بدلہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے....

سورہ زلزال آیت 7..تو جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسکو دیکھ لیگا.اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لیگا..

لہذا ان تین آیات میں شک نہ کرنے اور استقامت اور اعمالِ صالحہ کی شرائط نجات کیلیئے بیان کی گئی ہیں... اب ممکن نہیں ہے کہ ان آیات کو فراموش کر کے صرف صحابیت کو غیر مشروط وعدہ حسنیٰ کا مصداق قرار دیا جائے.....

جواب نمبر 2......رسول اللہ(ص) نے فرمایا کہ حوضِ کوثر پر میرے اصحاب میرے سامنے پیش کیئے جائینگے جنھیں مجھ سے جدا کر دیا جائیگا

(بخاری)...اور فرمایا کہ میری جدائی کے بعد میرے کچھ اصحاب مجھے کبھی بھی نہیں دیکھینگے(مسند امام احمد )........... حتیٰ کہ صحابی جو کہ صاحبِ بیعتِ رضوان ہیں انکو جب اسی فضیلت کے تحت یاد کیا جاتا ہے تو وہ فرماتے ہیں تمھیں کیا معلوم ہم نے بعد میں کیا کیا کام کیئے ہیں(بخاری)... تو معلوم ہو گیا کہ ان احادیث و روایات کے تحت صرف صحابیت وعدہ حسنیٰ کی غیرِ مشروط اھل قرار نہیں پاتی.......

جواب نمبر 3.... مالک بن نویرہ ایک صحابی ہیں لیکن خالد بن ولید نے پہلی خلافت کے ذمانے میں ان کو قتل کر دیا اور اسکیوجہ انھیں منکرینِ ذکواۃ قرار دیا..((بخاری و الاصابہ))...تو معلوم ہوا کہ صحابیت غیرِ مشروط وعدہ حسنیٰ کی اھل قرار نہیں پاتی..(( ویسے اس واقعہ کو پڑھکر بہت تعجب ہوتا ہے امید ہے کہ قارئین بھی اس واقعہ کو بغور کتاب الاصابہ میں پڑھینگے.. کہ اگر مالک بن نویرہ خلیفہ وقت کو ذکوۃ دینے سے انکار کر دیں تو باوجود صحابی ہونے کے انھیں مرتد قرار دیکر نہایت ہی پرتشدد طریقہ سے قتل کر دیا جاتا ہے..لیکن اگر معاویہ بن ابو سفیان خود خلیفہ وقت کو ماننے سے ہی انکاری ہو جائیں اور صرف خاموشی سے انکاری ہی نہیں بلکہ حکومتِ اسلامی و خلافت علی منہاج النبوہ کیخلاف جنگی اقدام کریں اور اسلامی ریاست کی بنیادوں کو کمزور کریں تو انکا یہ فعل اجتہادی خطا و اکہرے ثواب کا مستحق قرار دیا جاتا ہے..))...

جواب نمبر 4.... رسول اللہ(ص) نے فرمایا کہ عمار کا قاتلل و مال لوٹنے والا جہنمی ہے(مستدرک الحاکم)..اس حدیث کو امام حاکم و امام ذھبی و امام البانی نے صحیح قرار دیا ہے.یہ حدیث صحیح علی شرط الشیخین ہے... اور پھر ابو الغادیہ جنگِ صفین میں حضرت عمار بن یاسر رض کو شہید کرتے ہیں(مسند امام احمد بن حنبل).. تو باوجود صحابی ہونے کے وہ اس وعید کے تحت بہشت کے اھل قرار نہیں پاتے((امام البانی سلسلة الاحادیث الصحیحیہ جلد 5)....تو گویا صرف صحابیت غیر مشروط وعدہ حسنیٰ کی اھل قرار نہیں پاتی......

تو کیا اب معاویہ بن ابو سفیان غیر مشروط وعدہ حسنیٰ کے مصداق قرار دیئے جا سکتے ہیں.....اس حال میں کہ انھوں نے خلفائے راشدین امام علی علیہ السلام و حسن علیہ السلام کی بیعت نہ کی...اس حال میں کہ انھوں نے دو خلفائے راشدین کیخلاف جنگ مسلط کی اور باغی قرار پائے... اس حال میں کہ سنتِ نبی(ص) کو اتنا حقیر جانا کہ بغضِ علی علیہ السلام میں اسے ترک کر دیا...اس حال میں کہ انھوں نے علی علیہ السلام و حسن علیہ السلام کی توھین کی....اس حال میں کہ وہ بے گناہ اصحاب کے قاتل قرار پائے....اس حال میں کہ فتنہ کو ہوا دی اور اتحاد کو ختم کیا.... اس حال میں کہ انھوں نے آل و اصحاب کی موجودگی میں ایک بے دین بیٹے یزید کو مسیپانوں کا حکمران مقرر کیا....اس حال میں کہ انھوں نے بدعات کو ایجاد کیا ... اس حال میں کہ امام علی علیہ السلام و حسن علیہ السلام کی شہادت کی بنیادی وجہ قرار پائے... واللہ یہ ہر گز ممکن نہیں..

# بخاری. حدیث 7049... ای رب اصحابی...یا رب یہ میرے اصحاب ہیں

٧٠٤٩- حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، لَيُرْفَعَنَّ إِلَيَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ، حَتَّى إِذَا أَهْوَيْتُ لأُنَاوِلَهُمْ اخْتُلِجُوا دُونِي فَأَقُولُ أَيْ رَبِّ أَصْحَابِي يَقُولُ : لاَ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ)).

[راجع: ٦٥٧٥]

(۷۰۴۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے' ان سے ابووائل کے غلام مغیرہ ابن مقسم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض کوثر پر تم لوگوں کا پیش خیمہ ہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میری طرف آئیں گے جب میں انہیں (حوض کا پانی) دینے کے لئے جھکوں گا تو انہیں میرے سامنے سے کھینچ لیا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میری امت کے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا نئی باتیں نکال لی تھیں۔

نئی باتوں سے بدعات مروجہ مراد ہیں جیسے تیجہ' فاتحہ' چہلم' تعزیہ پرستی' عرس' قوالی وغیرہ وغیرہ اللہ سب بدعات سے بچائے۔ آمین۔

٧٠٥٠، ٧٠٥١- حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ : سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

(۵۱-۷۰۵۰) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ابوحازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا' کہا کہ میں نے سہل بن سعد سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ میں حوض کوثر پر تم سے پہلے رہوں



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا، لَيَرِدُنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ)) قَالَ أَبُو حَازِمٍ: فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هَذَا فَقَالَ: هَكَذَا سَمِعْتَ سَهْلاً فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيدُ فِيهِ قَالَ: ((إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ: إِنَّكَ لاَ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي)).

[راجع: ٦٥٨٣، ٨٥٨٤]

گا جو وہاں پہنچے گا تو اس کا پانی پئے گا اور جو اس کا پانی پی لے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہو گا۔ میرے پاس ایسے لوگ بھی آئیں گے جنہیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے گا۔ ابوحازم نے بیان کیا کہ نعمان بن ابی عیاش نے بھی سنا کہ میں ان سے یہ حدیث بیان کر رہا ہوں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے سہل رضی اللہ عنہ سے اسی طرح یہ حدیث سنی تھی؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اسی طرح سنی تھی۔ ابوسعید اس میں اتنا بڑھاتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھ میں سے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا تبدیلیاں کر دی تھیں؟ میں کہوں گا کہ دوری ہو دوری ہو ان کے لیے جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کر دی تھیں۔

**تشریح** یعنی اسلام سے مرتد ہو گئے۔ حافظ نے کہا اس صورت میں تو کوئی اشکال نہ ہو گا اگر بدعتی یا دوسرے گنہگار مراد ہوں تو بھی ممکن ہے کہ اس وقت حوض پر آنے سے روک دیئے جائیں۔ معاذ اللہ دین میں نئی بات۔ یعنی بدعت نکالنا کتنا بڑا گناہ ہے ان بدعتیوں کو پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا کر پھر جو ہٹا لے جائیں گے' اس سے یہ مقصود ہو گا کہ ان کو اور زیادہ رنج ہو جیسے کہتے ہیں ؎

# المسند

للإمام

## أحمد بن محمد بن حنبل

١٦٤ - ٢٤١

شرحه وصنع فهارسه

## حمزة أحمد الزين

الجزء الثامن عشر

من الحديث ٢٥٤٨٠

إلى الحديث ٢٧٥١٩

دار الحديث

القاهرة

حديث 26369...ان من اصحابي من لا يراني بعد ان افارقه.

القبطية قال: دخل الحرث بن أبي ربيعة وعبدالله بن صفوان وأنا معهما على أم سلمة، فسألها عن الجيش الذي يخسف به، وكان ذلك في أيام ابن الزبير، فقالت أم سلمة: سمعت رسول الله ﷺ يقول «يعوذ عائذ بالحجر، فيبعث الله جيشاً، فإذا كانوا ببيداء من الأرض خسف بهم» فقلت: يا رسول الله؛ فكيف بمن أخرج كارهاً، قال «يخسف به معهم ولكنه يبعث على نيته يوم القيامة» فذكرت ذلك لأبي جعفر فقال: هي بيداء المدينة.

٢٦٣٦٨ ـ **حدثنا** عبدالله بن إدريس قال ثنا محمد بن عمارة عن محمد بن إبراهيم عن أم ولد لإبراهيم بن عبدالرحمن بن عوف قالت: كنت أجر ذيلي فأمر بالمكان القذر والمكان الطيب، فدخلت على أم سلمة فسألتها عن ذلك، فقالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول «يطهره ما بعده».

٢٦٣٦٩ ـ **حدثنا** أبو معاوية قال ثنا الأعمش عن شقيق عن أم سلمة قالت: دخل عليها عبدالرحمن بن عوف قال: فقال يا أمه؛ قد خفت أن يهلكني كثرة مالي، أنا أكثر قريشاً مالاً، قالت: يا بني؛ فأنفق فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول «إن من أصحابي من لا يراني بعد أن أفارقه» فخرج فلقي عمر فأخبره، فجاء عمر فدخل عليها، فقال لها: بالله منهم أنا؟ فقالت: لا؛ ولن أبلي أحداً بعدك.

---

(٢٦٣٦٨) **إسناده ضعيف**، لجهالة أم ولد إبراهيم بن عبدالرحمن وقال في التقريب: لم أقف على اسمها. والحديث رواه أبو داود ١٠٤/١ رقم ٣٨٣، والترمذي ٢٦٦/١ رقم ١٤٣، ومالك ٢٤/١ رقم ١٦ كلهم في الطهارة.

(٢٦٣٦٩) **إسناده صحيح**، رواه البزار ١٧٢/٣ رقم ٢٤٩٦ (كشف) وأبو يعلى ٤٣٦/١٢ رقم ٧٠٠٣ والطبراني في الكبير ٣١٧/٢٣ رقم ٧١٩ وعزاه الهيثمي لهم ٧٢/٩ وقال: رجاله رجال الصحيح.

بخاری ..حدیث 4170..ہم نے نبی(ص) کے بعد کیا کام کیئے.

٤١٧٠- حدّثني أحمدُ بنُ إشكابٍ

(۴۱۷۰) مجھ سے احمد بن اشکاب نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن فضیل



حدّثنا محمّدُ بنُ فُضيلٍ، عنِ العلاءِ بنِ المسيّبِ عنْ أبيهِ، قالَ: لقيتُ البراءَ بنَ عازبٍ رضيَ اللهُ عنهُما فقلتُ، طُوبَى لكَ صحبتَ النّبيَّ ﷺ وبايعتَهُ تحتَ الشّجرةِ، فقالَ: يا ابنَ أخي إنّكَ لا تدري ما أحدثنا بعدَهُ.

نے بیان کیا' ان سے علاء بن مسیب نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' مبارک ہو! آپ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت نصیب ہوئی اور حضور ﷺ سے آپ نے شجرہ (درخت) کے نیچے بیعت کی۔ انہوں نے کہا بیٹے! تمہیں معلوم نہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے بعد کیا کیا کام کئے ہیں۔

٤١٧١- حدّثنا إسحاقُ حدّثنا يحيى بنُ صالحٍ حدّثنا معاويةُ هوَ ابنُ سلامٍ عنْ يحيى عنْ أبي قِلابةَ أنّ ثابتَ الضّحّاكِ أخبرَهُ أنّهُ بايعَ النّبيَّ ﷺ تحتَ الشّجرةِ. [راجع: ١٣٦٣]

(۴۱۷۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے معاویہ نے بیان کیا' وہ سلام کے بیٹے ہیں' ان سے یحییٰ نے' ان سے ابو قلابہ نے اور انہیں ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔

٤١٧٢- حدّثني أحمدُ بنُ إسحاقَ حدّثنا عثمانُ بنُ عمرَ أخبرَنا شعبةُ عنْ قتادةَ عنْ أنسِ بنِ مالكٍ رضيَ اللهُ عنهُ ﴿إنّا فتحنا لكَ فتحًا مبينًا﴾ قالَ الحُديبيةُ: قالَ أصحابُهُ: هنيئًا مريئًا فما لنا فأنزلَ اللهُ ﴿ليُدخلَ المؤمنينَ والمؤمناتِ جنّاتٍ تجري منْ تحتِها الأنهارُ﴾ قالَ شعبةُ: فقدمتُ الكوفةَ فحدّثتُ بهذا كلِّهِ عنْ قتادةَ ثمّ رجعتُ فذكرتُ لهُ فقالَ: أمّا ﴿إنّا فتحنا لكَ﴾ فعنْ أنسٍ: وأمّا هنيئًا مريئًا فعنْ عكرمةَ. [طرفه في: ٤٨٣٤].

(۴۱۷۲) مجھ سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں قتادہ نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ (آیت) "بے شک ہم نے تمہیں کھلی ہوئی فتح دی" یہ فتح صلح حدیبیہ تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور ﷺ کے لیے تو مرحلہ آسان ہے (کہ آپ کی تمام اگلی اور پچھلی لغزشیں معاف ہو چکی ہیں) لیکن ہمارا کیا ہو گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اس لیے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں جنت میں داخل کی جائیں گی جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔" شعبہ نے بیان کیا کہ پھر میں کوفہ آیا اور قتادہ سے پورا واقعہ بیان کیا' پھر میں دوبارہ قتادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ "بے شک ہم نے تمہیں کھلی فتح دی ہے۔" کی تفسیر تو انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لیکن اس کے بعد "هنيئا مريئا" (یعنی حضور ﷺ کے لیے تو ہر مرحلہ آسان ہے) یہ تفسیر عکرمہ سے منقول ہے۔

٤١٧٣- حدّثنا عبدُ اللهِ بنُ محمّدٍ حدّثنا أبو عامرٍ حدّثنا إسرائيلُ عنْ مجزأةَ بنِ زاهرٍ الأسلميِّ عنْ أبيهِ، وكانَ

(۴۱۷۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا' ان سے مجزاۃ بن زاہر اسلمی نے اور ان سے ان کے والد زاہر ابن

# بخاری حدیث 7285.. زکاۃ کے انکاریوں سے جنگ..

٧٢٨٤، ٧٢٨٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

(۷۲۸۴-۷۲۸۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے زہری نے' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبردی' ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

---



عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وكفر مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ فَمَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلاَّ بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ)) فَقَالَ: وَاللهِ لأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلاَةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالاً كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ: فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلاَّ أَنْ رَأَيْتُ اللهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ. قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ: وَعَبْدُ اللهِ عَنِ اللَّيْثِ (عِنَاقًا) وَهُوَ أَصَحُّ.

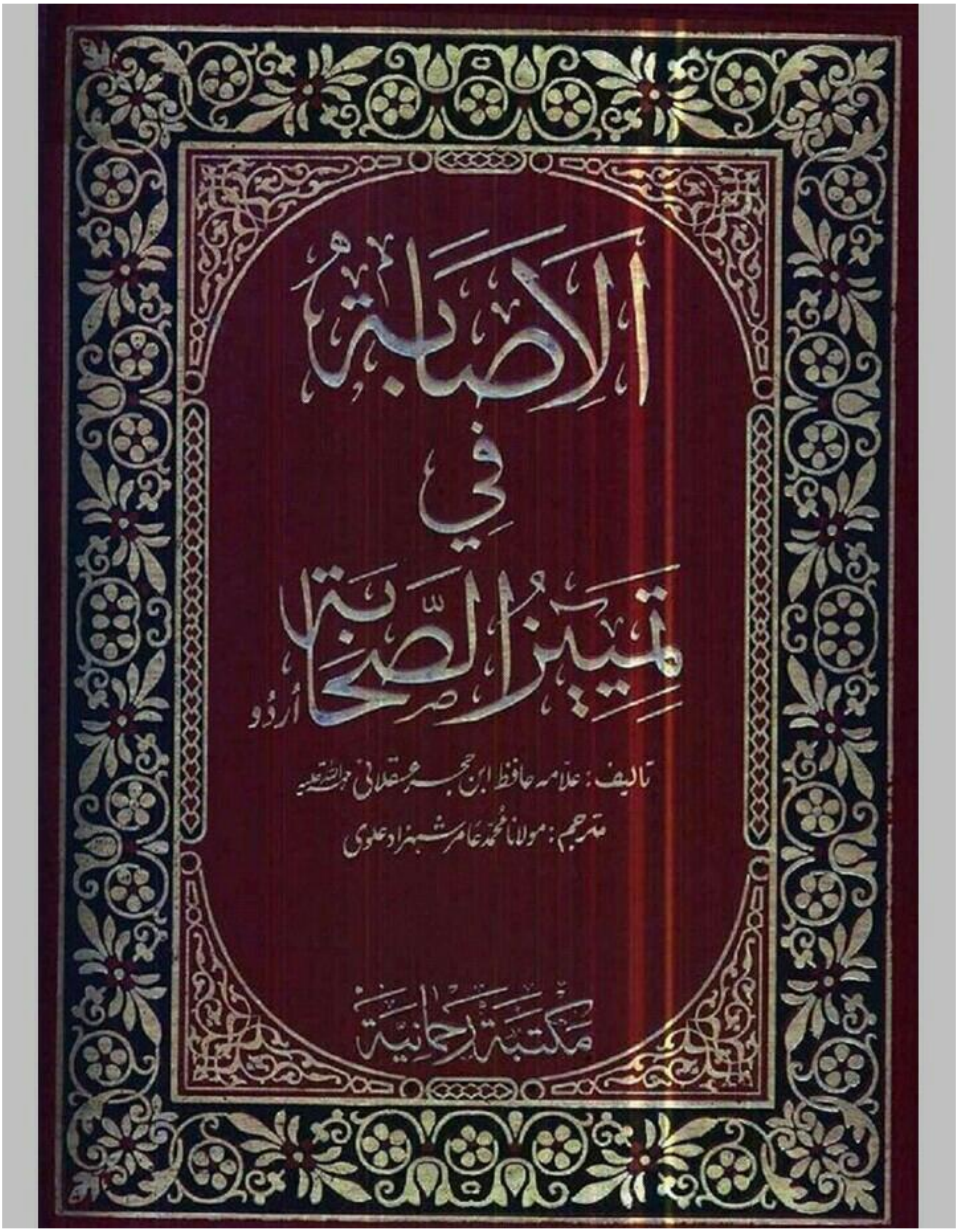
[راجع: ١٣٩٩، ١٤٠٠]

نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا اور عرب کے کئی قبائل پھر گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کریں گے جب کہ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں پس جو شخص اقرار کرلے کہ لا الہ الا اللہ تو میری طرف سے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہے۔ البتہ کسی حق کے بدل ہو تو وہ اور بات ہے (مثلاً کسی کا مال مار لے یا کسی کا خون کرے) اب اس کے باقی اعمال کا حساب اللہ کے حوالے ہے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ! میں تو اس شخص سے جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا ہے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے' واللہ اگر وہ مجھے ایک رسی بھی دینے سے رکیں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں ان سے ان کے انکار پر بھی جنگ کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جو میں نے غور کیا مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں لڑائی کی تجویز ڈالی ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ حق پر ہیں۔ ابن بکیر اور عبداللہ بن صالح نے لیث سے "عناقا" (بجائے عقالاً) کہا یعنی بکری کا بچہ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

کیونکہ زکوٰۃ میں بکری کا بچہ تو آجاتا ہے مگر رسی زکوٰۃ میں نہیں دی جاتی۔ بعضوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے جب محمد بن مسلمہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو وہ ہر شخص سے زکوٰۃ کے جانور باندھنے کے لیے رسی بھی لیتے' اسی طرح تبعاً رسی بھی زکوٰۃ میں دی جاتی۔

٧٢٨٦- حدّثنا إسماعيلُ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ وَكَانَ

(۷۲۸۶) مجھ سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' ان سے یونس بن یزید ایلی نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے' ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عیینہ بن حذیفہ بن بدر مدینہ آئے اور اپنے بھتیجے الحر بن قیس بن حصن کے یہاں قیام کیا۔ الحر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جنہیں عمر رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتے تھے۔ قرآن مجید کے علماء عمر رضی اللہ عنہ کے شریک مجلس و مشورہ رہتے تھے'


الاصابة
في
تمييز الصحابة
اردو
تالیف: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم: مولانا محمد عامر شہزاد علوی
مکتبہ رحمانیہ

## ٦٩٨ مالك بن نويره❁

ابن جمرہ بن شداد بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع تمیمی، یربوعی، ان کی کنیت ابوحنظلہ اور لقب جعفری ہے۔

---

❶ السيرة النبوية (١٨٥/٤) (١٨٧) ❁ اسد الغابه (٤٦٤٧) الاستيعاب (٢٣٢٩) تجريد اسماء الصحابة (٤٩/٢)

❁ السيرة النبوية (٢٥٢/٢) و (٩٨/٢) ❁ اسد الغابه (٤٦٤٨) استيعاب (٢٣٣١) تجريد (٤٩/٢)



مرزبانی کا قول ہے: شاعر، شریف اور شہسوار ہیں، جاہلیت میں بنو یربوع کے شہسواروں اور صاحب شرافت لوگوں میں ان کا شمار تھا۔ بادشاہوں کے ردیف تھے، نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی قوم کے صدقات پر عامل بنایا تھا۔ جب انہوں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر ملی تو صدقات لینے سے رک گئے، انہیں اپنی قوم میں تقسیم کر دیا، اس کے بارے میں کہتے ہیں: ع

''میں نے کہا: تم لوگ بے خوف وخطر ہو کر اور کل کا انتظار کئے بغیر اپنا مال لے لو، اگر مٹائے ہوئے دین کو کسی شخص نے قائم رکھا تو ہم اطاعت کرتے ہوئے کہیں گے کہ دین تو محمد ﷺ کا دین ہے''۔

یہ ابن سعد نے بحوالہ واقدی، منقطع سند سے ذکر کیا ہے، اسے ضرار بن ازور اسدی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حکم سے مرتدین سے قتال کے بعد اسے باندھ کر قتل کیا۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کی زوجہ سے نکاح کر لیا۔ اس کا بھائی متمم بن نویرہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اپنے بھائی کا مرثیہ کہا اور انہیں اس کے خون اور اپنے قیدیوں کے بارے میں واسطہ دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قیدیوں کو واپس کر دیا۔

زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد کو حکم دیا کہ مالک کی اس بیوی سے جدائی اختیار کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مالک کے بارے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سخت الفاظ کہے، البتہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں معذور قرار دیا۔

سیف بن عمر نے کتاب الردہ والفتوح میں ان کا طویل قصہ نقل کیا ہے۔ طبری ❶ کے طریق سے، اس میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب میدان میں پہنچے تو جماعتوں کو پھیلا دیا، آپ کے پاس مالک اور ان کی قوم کے کچھ لوگ لائے گئے پھر اس جماعت میں اختلاف ہو گیا۔ ابوقتادہ ان لوگوں میں سے تھے جو گواہی دے رہے تھے کہ ان لوگوں نے اذان کہی اور نماز قائم کی تھی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں ٹھنڈی رات میں قید کیا پھر ایک منادی کو حکم دیا جس نے اعلان کیا کہ اپنے قیدیوں کو گرمی پہنچاؤ، جو مجاہدین کی اصطلاح میں قتل کرنے کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ انہیں قتل کر دیا۔ بعد میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مالک کی اہلیہ سے شادی کر لی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: خالد کی تلوار میں گناہ اور تہمت ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے اجتہاد تو کیا ہے لیکن اس سے غلطی ہوئی ہے، میں اس تلوار کو عیب دار نہیں کر سکتا جسے اللہ نے مشرکین کے لیے سونت لیا ہے اور مالک کی دیت دی۔ خالد کا کہنا تھا کہ صرف مالک کے قتل کا انہوں نے حکم دیا تھا کیونکہ جب نبی علیہ السلام کا ذکر ہوتا تو وہ کہتا میرا خیال نہیں کہ تمہارے نبی نے یہ یہ بات کی ہو، تو انہوں نے اس سے کہا: کیا تم انہیں اپنا نبی نہیں سمجھتے ہو؟

زبیر بن بکار نے موفقیات میں فرمایا: مجھ سے محمد بن فلیح نے بحوالہ ابن شہاب نقل کیا کہ مالک بن نویرہ کے سر کے بال بہت گھنے تھے، جب اسے قتل کیا گیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کے سر کو ہانڈی کے پائے کے طور پر نصب کیا جائے۔ اس سے پہلے کہ لوگ سر تک پہنچتے تو ہنڈیا میں جو کچھ تھا بہہ کر نیچے آ گیا۔

ان کے بھائی متمم نے ان کا مرثیہ بہت زیادہ اشعار میں کہا، مالک کی بیوی کا نام ام تمیم بنت منہال تھا، ثابت بن قاسم نے

---

❶ تاريخ طبرى (٣٥٦/٢)



دلائل میں روایت کیا ہے کہ حضرت خالد نے مالک کی بیوی کو دیکھا، وہ بہت خوبصورت تھی، اس کے بعد مالک نے اپنی بیوی سے کہا: مجھے قتل کر دیا گیا، یعنی میں تمہاری وجہ سے قتل کیا جاؤں گا۔ یہ اس کا گمان تھا، اسے قتل کر دیا گیا، اس کا قتل اس کی بیوی کی وجہ سے نہیں

# مُسْنَد

# الإمَام أحمَد بن حَنبَل

(١٦٤ - ٢٤١ هـ)

حَقَّقَ هَذا الجُزء وَخَرَّج أحادِيثه وَعَلَّق عَليه


شعيب الأرنؤوط

محمد نعيم العرقسوسي    إبراهيم الزيبق    عادل مرشد


## الجزء الثامن والعشرون


مؤسسة الرسالة

# بقيّة حديث أبي الغادية(١)

● ١٦٦٩٨- [قال عبد الله بن أحمد]: حدَّثني أبو موسى العَنَزي محمَّد ابن المُثنَّى، قال: حدَّثنا محمد بن أبي عدي، عن ابن عَوْن، عن كُلْثوم ابن جَبْر

قال: كنا بواسطِ القَصَبِ عند عبدِ الأعلى بن عبد الله بن عامر قال: فإذا عنده رجلٌ يقال له: أبو الغادية استسقىٰ ماءً(٢)، فأُتي بإناءٍ مُفَضَّضٍ، فأبىٰ أَنْ يَشْرَبَ، وذكرَ النَّبيَّ ﷺ فذكر هٰذا الحديث «لا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفّاراً أَوْ ضُلاّلاً» -شك ابن أبي عدي- «يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ» فإذا رجلٌ يَسُبُّ فلاناً، فقلتُ: والله لئن أمكنني الله منك في كتيبة. فلمَّا كان يومُ صِفِّين إذا أنا به وعليه دِرْعٌ قال: فَفَطِنْتُ إلى الفَرْجة في جُرُبَّان الدِّرْع.

---

(١) قال السندي: أبو الغادية، جهني، اسمه يسار بن سَبُع، سكن الشام ونزل واسط، وقد سمع من النبي ﷺ قولَه «لا ترجعوا بعدي كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض»، وكان محباً لعثمان، ولأجله قتل عماراً، فإنه سمع منه يقع في عثمان بالمدينة، فتوعَّده بالقتل، وقال: لئن أمكنني الله منك لأفعلن. وكان إذا استأذن على معاوية وغيره يقول: قاتل عمار بالباب؛ يتبجَّح بذلك، وانظر إلى العجب روى عن النبي ﷺ النهي عن القتل، ثم يقتل مثل عمار.

قال الحافظ في «الإصابة» في ترجمته: والظن بالصحابة في تلك الحروب أنهم كانوا متأولين، وللمجتهد المخطىء أجر، وإذا ثبت هذا في حق آحاد الناس، فثبوته للصحابة بطريق الأَوْلى.

(٢) في (ق): الماء، وهي نسخة في (س).

فَطَعَنْتُهُ، فَقَتَلْتُه، فإذا هو عَمَّار بن ياسر، قال: قلتُ: وأيُّ يد كفتـاه يكره أَنْ يَشْرَبَ في إناء مُفَضَّضٍ وقد قَتَلَ عمارَ بنَ ياسر[1].

---

(١) حديث صحيح، وهذا إسناد حسن، كلثوم بن جبر هو البصري، مختلف فيه، فقد وثقه أحمد وابن معين والعجلي، وقال النسائي: ليس بالقوي، وذكره ابن حبان في «الثقات»، وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين غير عبدالله بن أحمد، فمن رجال النسائي، وهو ثقة، وصحابيه ليس له رواية في الكتب الستة.

وقد شك ابن عون في هذه الرواية بين قوله: كفاراً أو ضلالاً، وقد روي من طرق عن كلثوم بن جبر: «كفاراً» دون شك كما سيأتي في التخريج، وهي الرواية الصحيحة، وقد سلفت من حديث عبدالله بن مسعود برقم (٣٨١٥)، وذكرنا هناك تتمة أحاديث الباب.

وأخرجه البخاري مختصراً في «التاريخ الأوسط» ١/ ١٦٠ من طريق محمد ابن أبي عدي، بهذا الإسناد.

وأخرجه مطولاً ومختصراً البخاري في «التاريخ الأوسط» ١/ ٢٣٧، والدولابي في «الكنى» ١/ ٤٧، والطبراني في «الكبير» ٢٢/ (٩١٢) و(٩١٣) من طرق عن كلثوم بن جبر، دون شك.

وأورد بعضه الهيثمي في «مجمع الزوائد» ٩/ ٢٩٨، وقال: رواه كله الطبراني، وعبدالله باختصار، ورجال أحد إسنادي الطبراني رجال الصحيح.

وانظر ما بعده.

قال السندي: قوله: فلاناً: أي عثمان.

قوله: لئن أمكنني الله: الجزاء مقدر: أي لأقتلنَّك.

قوله: إلى الفرجة، ضبط بفتح فسكون: وهي التفصي من الهم: أي: التخلص منه؛ أي رأيت أن الذي يخلصني من هَمِّ قتله هو الطعن في جُرُبَّان الدرع، وفي «القاموس»: الفرجه، مثلثة: التفصي من الهم. =

# المسند

للإمام

## أحمد بن محمد بن حنبل

١٦٤ - ٢٤١

شرحه وصنع فهارسه

حمزة أحمد الزين

الجزء الثالث عشر

من الحديث ١٦٣٥٣

إلى الحديث ١٧٨٤٤

دار الحديث

القاهرة

حديث 16644...

٧٦/٤ ﴿ /بقية حديث أبي الغادية رضي الله تعالى عنه(١) ﴾

**١٦٦٤٤ _ حدثنا** أبو موسى العنزي محمد بن المثنى قال حدثنا محمد بن أبي عدي عن ابن عون عن كلثوم بن جبر قال كنا بواسط القصب عند عبد الأعلى بن عبد الله بن عامر قال فإذا عنده رجل يقال له أبو الغادية استسقى ماء فأتى بإناء مفضض فأبى أن يشرب وذكر النبي ﷺ فذكر هذا الحديث «لا ترجعوا بعدي كفارا _ أو ضلالا شك ابن أبي عدي _ يضرب بعضكم رقاب بعض» فإذا رجل يسب فلانا فقلت والله لئن أمكنني الله منك في كتيبة فلما كان يوم صفين إذا أنابه وعليه درع قال

(١) أبو الغادية الجهيني هو يسار بن سبع يقال له صحبة، ويقال إنه هو الذي قتل عمار بن ياسر _ كما في الحديث هنا.

(١٦٦٤٤) **إسناده حسن،** لأجل كلثوم بن جبر وثقه أحمد وابن معين وابن حبان وغمزه النسائي، والمرفوع من الحديث رواه البخاري ٣١٧/١ رقم ١٢١ ومسلم ٨١/١ رقم ٦٥، والترمذي ٤٨٦/٤ رقم ٢١٩٣ وقال حسن صحيح، والنسائي ١٢٦/١ رقم ٤١٢٥، وابن ماجه ١٣٠٠/٢ رقم ٣٩٤٣ والحديث هنا من زوائد عبدالله.



ففطنت إلى الفرجة في جربان الدرع فطعنته فقتلته فإذا هو عمار بن ياسر، قال قلت: وأي يد كفتاه؟ يكره أن يشرب في إناء مفضض وقد قتل عمار ابن ياسر؟.

**١٦٦٤٥ _ حدثنا** عبد الصمد بن عبد الوارث قال ثنا ربيعة بن كلثوم قال حدثني أبي عن أبي غادية الجهني قال: خطبنا رسول الله ﷺ يوم العقبة فقال «يا أيها الناس إن دماءكم وأموالكم عليكم حرام إلى أن تلقوا ربكم كحرمة يومكم هذا في بلدكم هذا في شهركم هذا ألا هل بلغت؟» قالوا نعم قال «اللهم هل بلغت».

**١٦٦٤٦ _ حدثنا** عفان قال حدثني ربيعة قال حدثني أبي قال سمعت أبا غادية الجهني قال: بايعت رسول الله ﷺ يوم العقبة فقال يا «أيها الناس إن دماءكم...» فذكر مثله.

**١٦٦٤٧ _ حدثنا** الصلت بن مسعود الجحدري قال ثنا محمد بن عبد الرحمن الطفاوي قال خرج أبو الغادية وحبيب بن الحرث وأم أبي العالية(١) مهاجرين إلى رسول الله ﷺ فأسلموا فقالت المرأة أوصني يا رسول الله قال «إياك ومايسوء الأذن».

# الجامع الصحيح

## مما ليس في الصحيحين

مقبل بن هادي الوادعي

الجزء الرابع

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة
هاتف ٨٦٤٢٤٠٠

توزيع
مكتبة العلم بجدة
حي الثغر هاتف ٦٨٧٧٠١١٤

عمار رض کا قاتل و لوٹنے والا جہنمی ہے..

قال الإمام أحمد رحمه الله ( ج ٤ ص ١٩٨ ) :

ثنا عفان قال : ثنا حماد بن سلمة قال : أنا أبو حفص وكلثوم بن جبر عن أبي غادية قال : قتل عمار بن ياسر فأخبر عمرو بن العاص قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم يقول : « إن قاتله وسالبه في النار » . فقيل لعمرو : فإنك هوذا تقاتله قال : إنما قال : « قاتله وسالبه » .

هذا حديث صحيح ، وأبو حفص الظاهر أنه عبد الله بن حفص والله أعلم .

**فائدة :**

أبو غادية : هو قاتل عمار وقد روى هذا الحديث عن عمرو بن العاص ثم صار بعد يستأذن على معاوية ويقول : قاتل عمار ، والرسول صلى الله عليه وعلى آله وسلم يقول : « قاتل عمار في النار » . نسأل الله السلامة .

وقال الحافظ في الإصابة بعد ذكره أن أبا غادية قال : خطبنا رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم يوم العقبة فقال : « يأيها الناس إن دماءكم وأموالكم عليكم حرام » الحديث . وذكر بعده قتله عمار ، قال الحافظ : فكانوا يتعجبون منه أنه سمع : « إن دماءكم وأموالكم حرام » . ثم يقتل عمارا .

وقال ابن عبد البر في الاستيعاب في ترجمة أبي الغادية وهو قاتل عمار بن ياسر رحمة الله عليه ، وكان إذا استأذن على معاوية وغيره يقول : قاتل عمار في الباب ، وكان يصف قتله له إذا سئل عنه لا يباليه . وفي قصته عجب عند أهل العلم . روى عن النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم ماذكرنا أنه سمعه منه ، ثم قتل عمار رضي الله عنه .

قال الإمام الترمذي رحمه الله ( ج ١٠ ص ٣٠٠ ) :

حدثنا أبو مصعب المديني أخبرنا عبد العزيز بن محمد عن العلاء بن عبد الرحمن عن أبيه عن أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم : « أبشر يا عمّار تقتلك الفئة الباغية » .

# تعليقات على ما صححه الحاكم
# [ في المستدرك ]
# ووافقه الذهبي

إعداد

د / عبد الله بن مراد السلفي

الأستاذ المشارك بكلية الحديث

الجامعة الإسلامية بالمدينة النبوية

**تقديم**

فضيلة الشيخ الدكتور

**أحمد معبد عبد الكريم**

**دار الفضيلة**

الرياض ت : ٢٣٣٣٠٦٣

عمار رض کا قاتل و لوٹنے والا جہنمی ہے...



٣/ ٣٨٢ ـ ٩٨٧/ ٣٨٣ ـ عن خباب قال: أتيت رسول الله ﷺ وهو مضطجع تحت شجرة واضع يده تحت رأسه ؛ فقلت : يا رسول الله ، ألا تدعو الله على هؤلاء القوم الذي قد خشينا أن يرودننا عن ديننا ؟ .. الحديث . [صححه وأقره الذهبي].

والإسناد فيه محمد بن سلمة بن كهيل ، ذاهب الحديث، واهي الحديث. . الميزان (٣/ ٥٦٨).

٣/ ٩٨٨/ ٣٨٥ ـ عن بريدة قال : أصبح رسول الله ﷺ يوماً فدعا بلالاً فقال: يا بلال ، بم سبقتني إلى الجنة البارحة؟ .. [وقال: صحيح على شرط الشيخين، وأقره الذهبي].

وفيه نظر : فإن الإسناد فيه حسين بن واقد ، قال الحافظ : صدوق له أوهام ورمز له البخاري ، تعليقًا وللبقية .

فالحديث على شرط مسلم وحده .

٣/ ٩٨٩/ ٣٨٧ ـ عن عمرو بن العاص مرفوعاً : اللهم أولعت قريش بعمار إن قاتل عمار وسالبه في النار .. [صححه على شرط الشيخين، وأقره الذهبي].

والإسناد فيه عبد الرحمن بن المبارك لم يخرج له مسلم ، وفيه يحيى بن محمد بن يحيى الذهلي، لم يخرجا له ،وهو ثقة ، حافظ ، مات شهيداً . .

٣/ ٩٩٠/ ٣٨٨ ـ عن حارثة بن مضرب قال : كتب عمر بن الخطاب إني قد بعثت إليكم عمار بن ياسر أميراً وعبد الله بن مسعود معلماً ووزيراً.. [صححه على شرطهما ، وأقره الذهبي].

وحارثة بن مضرب لم يخرجا له ، وهو ثقة .

٣/ ٩٩١/ ٣٨٩ ـ عن أبي البختري أن عماراً أتى بشربة من لبن فضحك فقيل له : ما يضحكك ؟ فقال: إن رسول الله ﷺ قال: آخر شراب أشربه حين أموت هذا..

سلسلة الاحاديث الصحیحیہ مجلد ۵ امام البانی.قاتلِ عمار جہنی.

أخبرنا أبو حفص وكلثوم بن جبير عن أبي غادية قال:

«سمعت عمار بن ياسر يقع في عثمان يشتمه بالمدينة، قال: فتوعدته بالقتل، قلت: لئن أمكنني الله منك لأفعلن، فلما كان يوم صفين جعل عمار يحمل على الناس، فقيل: هذا عمار، فرأيت فرجة بين الرئتين وبين الساقين، قال: فحملت عليه فطعنته في ركبته، قال: فوقع فقتلته، فقيل: قتلت عمار بن ياسر؟! وأخبر عمرو بن العاص، فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: (فذكره)، فقيل لعمرو بن العاص: هو ذا أنت تقاتله؟ فقال: إنما قال: قاتله وسالبه».

قلت: **وهذا إسناد صحيح**، رجاله ثقات رجال مسلم، وأبو الغادية هو الجهني، وهو صحابي كما أثبت ذلك جمع، وقد قال الحافظ في آخر ترجمته من «الإصابة» بعد أن ساق الحديث، وجزم ابن معين بأنه قاتل عمار:

«والظن بالصحابة في تلك الحروب أنهم كانوا فيها متأولين، وللمجتهد المخطىء أجر، وإذا ثبت هذا في حق آحاد الناس؛ فثبوته للصحابة بالطريق الأولى».

وأقول: هذا حق، لكن تطبيقه على كل فرد من أفرادهم مشكل، لأنه يلزم تناقض القاعدة المذكورة بمثل حديث الترجمة، إذ لا يمكن القول بأن أبا غادية القاتل لعمار مأجور لأنه قتله مجتهداً، ورسول الله ﷺ يقول: «قاتل عمار في النار»! فالصواب أن يقال: إن القاعدة صحيحة إلا ما دل الدليل القاطع على خلافها، فيستثنى ذلك منها، كما هو الشأن هنا، وهذا خير من ضرب الحديث الصحيح بها. والله أعلم.

ومن غرائب أبي الغادية هذا ما رواه عبد الله بن أحمد في «زوائد المسند» (٤ / ٧٦) عن ابن عون عن كلثوم بن جبر قال:

«كنا بواسط القَصَب عند عبد الأعلى بن عبد الله بن عامر، قال: فإذا عنده رجل يقال له: أبو الغادية، استسقى ماءً، فأُتي بإناء مفضض، فأبى أن يشرب، وذكر النبي ﷺ، فذكر هذا الحديث: لا ترجعوا بعدي كفاراً أو ضلالاً - شك ابن أبي عدي - يضرب

دوسری آیت......سورہ حجرات آیت 9..اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپسمیں لڑپڑیں.تو انمیں صلح کرا دو.پھر اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو.یہانتک کہ وہ اللہ کے حکم کیطرف رجوع لائے.پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں عدل کیساتھ صلح کرا دو.اور انصاف سے کام لو.کہ وہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے...

معترض کہتا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کی. اور اللہ نے دونوں گروہوں کو مومن کہا ہے.لہذا ایمان نے معاویہ بن ابی سفیان کا ساتھ نہیں چھوڑا..ہم جواباً کہتے ہیں کہ ہم اسی آیت کا شانِ نزول صحیح البخاری سے پڑھ لیتے ہیں..جب رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے رسول اللہ(ص) کی سخت توھین کی.اور با ایمان اصحاب نے اسے سرزنش کی پھر اس منافق کے منافق و بے دین ساتھی اصحاب سے مقابلہ پر آمادہ ہوئے.تو ان دو گروہوں کیلیئے یہ آیت نازل ہوئی((صحیح البخاری))..
اب کیا معترض ان منافقین کی رسول اللہ(ص) کی توھین کو اجتہادی خطا و اکہرے ثواب کا مستحق قرار دیگا........کیا معترض ان منافقین کو اس آیت کی وجہ سے مومنین میں شمار کریگا.......اگر معترض کہتا ہے کہ اس آیت میں اللہ نے دو گروہوں کو مومنین کہا لیکن اس میں اصحاب کا ایک گروہ جو رسول اللہ(ص) کی تعظیم کیلیئے جھگڑ رہا تھا وہ مومن ہے..اور دوسرا منافقین کا گروہ نبی(ص) کا گستاخ صرف اس آیت سے مسلمان ثابت ہوا. تو ہم بھی جواباً گزارش کرتے ہیں...

کہ جنگِ صفین میں علی علیہ السلام و معاویہ بن ابی سفیان کی جنگ ہوئی. علی علیہ السلام کو رسول اللہ(ص) نے قرآن کے ساتھ ہونے کی سند دی((مستدرک الحاکم و حدیثِ ثقلین))..اور خیبر کی حدیث میں علی علیہ السلام کو اللہ و رسول(ص) کا محب و محبوب ہونے کی سند دی((صحیحین)).. اور وہیں اس جنگ میں رسول اللہ(ص) نے معاویہ بن ابوسفیان کو باغی و جہنم کیطرف دعوت دینے والا قرار دیا((بخاری))... اور جب نبی(ص) کا یہ فرمان معاویہ بن ابی سفیان کو معلوم ہوا تو اس نے تسلیم و رجوع کی بجائے باطل تاویل کر کے علی علیہ السلام پر تہمت لگا دی(( مصنف عبد الرزاق))..اور پھر جنگ میں مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کیلیئے قرآن کو نیزوں پر بلند کیا اور انھیں قرآن کیطرف رجوع کی دعوت دی((نیل الاوطار امام شوکانی))..اور یہ صرف ایک دھوکا تھا اس کا تعلق نہ ہی اجتہاد سے ہے اور نہ ہی رضائے الہٰی کو حاصل کرنے سے ہے..انھی تمام باتوں کے خلاصہ کو حضرت عمار بن یاسر رض نے معاویہ بن ابی سفیان کی فوج و فعل کو فسق و ظلم قرار دیا((المصنف ابنِ ابی شیبہ و سنن البہقی)).. لہذا سورہ حجرات کی آیت سے معاویہ بن ابوسفیان صرف مسلمان ثابت ہوئے. اور مسلمانوں میں سے بنصِ حدیث باغی اور بروایتِ عمار بن یاسر رض فاسق و ظالم قرار پائے... اور اللہ ان دونوں صفات کے حاملین سے راضی نہیں ہے.. اسی لیئے علی علیہ السلام نے نماز میں معاویہ بن ابی سفیان و انکے حامیوں کیلیئے قنوتِ نازلہ پڑھی((مصنف للابنِ ابی شیبہ))......

# صحیح البخاری.سورہ حجرات کی آیت اور منافقین



قبا تشریف لے گئے۔ (ﷺ)

یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں نادانی سے کچھ لغزش ہو جائے تو وہ بہرحال قابل معافی ہے۔ مگر امام کو چاہئے کہ غلطی کرنے والوں کو آئندہ کے لئے ہدایت کر دے۔

۲۶۹۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيِّ. فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكِبَ حِمَارًا، فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ - وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ - فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: إِلَيْكَ عَنِّي، وَاللهِ لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ مِنْهُمْ: وَاللهِ لَحِمَارُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَطْيَبُ رِيْحًا مِنْكَ. فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَشَتَمَا، فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَصْحَابُهُ، فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيْدِ وَالأَيْدِيْ وَالنِّعَالِ، فَبَلَغَنَا أَنَّهَا أُنْزِلَتْ: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾ [الحجرات: ٩].

(۲۶۹۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا' کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا اور ان سے انس بڑاٹھ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا' اگر آپ عبداللہ بن ابی (منافق) کے یہاں تشریف لے چلتے تو بہتر تھا۔ آنحضرت ﷺ اس کے یہاں ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم پیدل آپ کے ہمراہ تھے۔ جدھر سے آپ گزر رہے تھے وہ شور زمین تھی۔ جب نبی کریم ﷺ اس کے یہاں پہنچے تو وہ کہنے لگا ذرا آپ دور ہی رہئے آپ کے گدھے کی بو نے میرا دماغ پریشان کر دیا ہے۔ اس پر ایک انصاری صحابی بولے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبو دار ہے۔ عبداللہ (منافق) کی طرف سے اس کی قوم کا ایک شخص ان صحابی کی اس بات پر غصہ ہو گیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ پھر دونوں طرف سے دونوں کے حمایتی مشتعل ہو گئے اور ہاتھا پائی' چھڑی اور جوتے تک نوبت پہنچ گئی۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ "اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو"۔

**تشریح** عبداللہ بن ابی خزرج کا سردار تھا' مدینہ والے اس کو بادشاہ بنانے کو تھے' آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور یہ امر ملتوی رہا۔ لوگوں نے آپ کو یہ رائے دی کہ آپ اس کے پاس تشریف لے جائیں گے تو اس کی دلجوئی ہو گی اور بہت سے لوگ اسلام قبول کریں گے۔ پیغمبر مغرور نہیں ہوتے' آپ بلا تکلف تشریف لے گئے۔ مگر اس مردود نے جو اپنے آپ کو بہت نفیس مزاج سمجھتا تھا' آپ کے گدھے کو بدبودار سمجھا اور یہ گستاخانہ کلام کیا جو اس کے خبث باطنی کی دلیل تھا۔ ایک انصاری صحابی نے اس کو منہ توڑ جواب دیا۔ جسے سن کر اس منافق کے خاندان کے کچھ لوگ طیش میں آ گئے اور قریب تھا کہ باہم جنگ بپا ہو جائے' آنحضرت ﷺ نے ہردو فریق میں صلح کرا دی' آیت میں مسلمانوں میں صلح کرانے کا ذکر ہے۔ یہ ہردو گروہ مسلمان ہی تھے۔ کتاب الصلح میں اس لئے اس حدیث کو حضرت امامؒ نے درج کیا کہ آپس کی صلح صفائی کے لئے آنحضرت ﷺ کی سخت ترین تاکیدات ہیں اور یہ عمل عنداللہ بہت ہی اجر و ثواب کا موجب ہے۔ آیت مذکورہ فی الباب میں یہ ہے کہ مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ مگر یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ آیت تو مسلمانوں کے بارے میں ہے اور عبداللہ بن ابی کے ساتھی تو اس وقت تک کافر تھے۔ قسطلانی نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں ہے کہ عبداللہ بن ابی کے ساتھی بھی مسلمان ہو چکے تھے' آیت میں لفظ "مومنین" خود اس امر پر دلیل ہے۔



اہل اسلام کا باہمی قتل و قتال اتنا برا ہے کہ اس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔ اللھم الف بین قلوبنا واصلح ذات بیننا بعض متعصب مقلد علماء نے اپنے مسلک کے سوا دوسرے مسلمانوں کے خلاف عوام میں اس قدر تعصب پھیلا رکھا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو بالکل اجنبیت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ ایسے علماء کو خدا نیک سمجھ عطا کرے' آمین۔ خاص طور پر اہلحدیث سے بغض و عناد اہل بدعت کی نشانی ہے جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی نے تحریر فرمایا ہے۔

# المستدرك على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي
في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

كتاب الهجرة، كتاب المغازي والسرايا، كتاب معرفة الصحابة

## الجزء الثالث

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

حديث 226..على مع القرآن ..



هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه وفي إسناده عمر بن الحسن وأرجو أنه صدوق ولولا ذلك لحكمت بصحته على شرط الشيخين.

وله شاهد من حديث عروة عن عائشة.

**٤٦٢٦/٢٢٤** - أخبرناه أبو بكر محمد بن جعفر القاري ببغداد، ثنا أحمد بن عبيد بن ناصح، ثنا الحسين بن علوان، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: «ادعوا لي سيد العرب» فقلت: يا رسول الله ألست سيدالعرب؟ قال: «أنا سيد ولد آدم وعلي سيد العرب».

**٤٦٢٧/٢٢٥** - وله شاهد آخر من حديث جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «ادعوا لي سيد العرب» فقالت عائشة رضي الله عنها: ألست سيد العرب يا رسول الله؟ فقال: «أنا سيد ولد آدم وعلي سيد العرب».

**٤٦٢٨/٢٢٦** - أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الله الحفيد، ثنا أحمد بن محمد بن نصر، ثنا عمرو بن طلحة القناد الثقة المأمون، ثنا علي بن هاشم بن البريد، عن أبيه قال: حدثني أبو سعيد التيمي، عن أبي ثابت مولى أبي ذر قال: كنت مع علي رضي الله عنه يوم الجمل فلما رأيت عائشة واقفة دخلني بعض ما يدخل الناس فكشف الله عني ذلك عند صلاة الظهر فقاتلت مع أمير المؤمنين فلما فرغ ذهبت إلى المدينة فأتيت أم سلمة فقلت إني والله ما جئت أسأل طعاماً ولا شراباً ولكني مولى لأبي ذر فقالت: مرحباً فقصصت عليها قصتي فقالت: أين كنت حين طارت القلوب مطائرها قلت: إلى حيث كشف الله ذلك عني عند زوال الشمس قال: أحسنت سمعت رسول الله ﷺ يقول: «علي مع القرآن والقرآن مع علي لن يتفرقا حتى يردا علي الحوض».

هذا حديث صحيح الإسناد وأبو سعيد التيمي هو عقيصاء ثقة مأمون ولم يخرجاه.

**٤٦٢٩/٢٢٧** - أخبرنا أحمد بن كامل القاضي، ثنا أبو قلابة، ثنا أبو عتاب

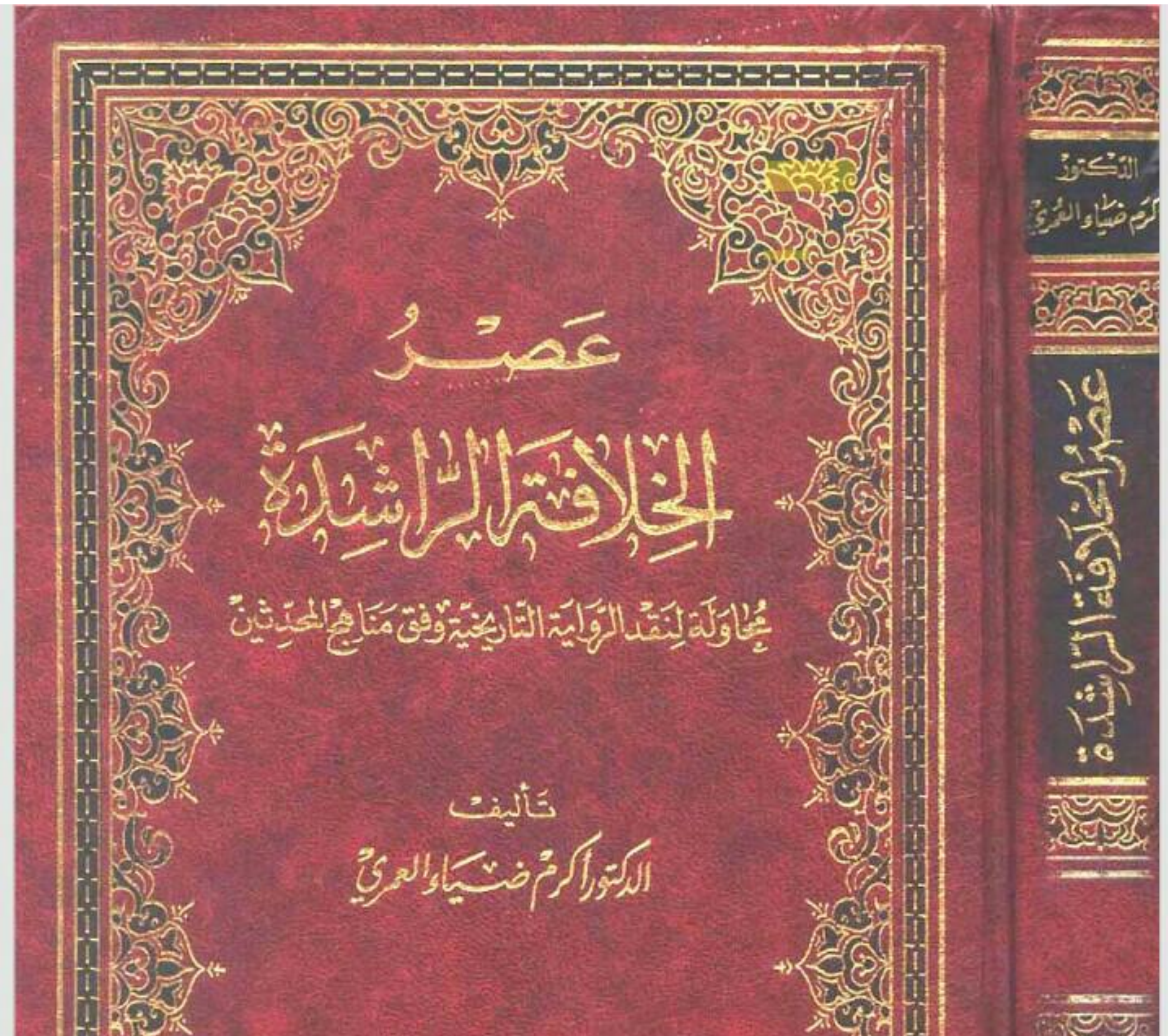
---

٤٦٢٦ ـ قال في التلخيص: وضعه ابن علوان. ورواه عمر بن موسى الوجيهي عن أبي الزبير عن جابر مرفوعاً. قال الذهبي: عمر [بن موسى الوجيهي] وضاع.

٤٦٢٧ ـ انظر رقم (٤٦٢٦).

٤٦٢٨ ـ قال في التلخيص: صحيح، وأبو سعيد عقيصاء: ثقة مأمون.

٤٦٢٩ ـ قال في التلخيص: مختار [بن نافع] ساقط، قال النسائي وغيره: ليس بثقة.


عصر
الخلافة الراشدة
محاولة لنقد الرواية التاريخية وفق مناهج المحدثين
تأليف
الدكتور أكرم ضياء العمري
مكتبة العبيكان
الدكتور
أكرم ضياء العمري
عصر الخلافة الراشدة

حاشیہ نمبر 4..معاویہ کی باطل تاویل بسندِ صحیح..



فكنا إذا توادعنا [١] دخل هؤلاء في عسكر هؤلاء ، وهؤلاء في عسكر هؤلاء » [٢] . ولاغرابة إذا ماصرَّح عبد الله بن عمرو بن العاص أمام معاوية ، ورجلان يختصمان في قتل عمار بن ياسر كل واحد يزعم أنه قتله : « إني سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : تقتله الفئة الباغية » ويستغرب معاوية من هذا التصريح فيقول : فما بالك معنا ؟ قال : إن أبي شكاني الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : أطع أباك مادام حياً ولاتعصه ، فأنا معكم ولست أقاتل » [٣] . وهكذا تتجلى الصراحة في الحق وتتخطى المعوقات من المجاملات والمواربات .. فقد كان الحديث الذي رواه عبد الله بن عمرو بن العاص من أقوى الحجج على أن الحق مع علي وأن معاوية بغى عليه لكن معاوية تأول الحديث : « لما قتل عمار بن ياسر دخل عمرو بن حزم على عمرو بن العاص فقال : قُتل عمار وقد سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : تقتله الفئة الباغية . فقام عمرو يرجِّع فزعاً حتى دخل على معاوية . فقال له معاوية : ماشأنك ؟ فقال : قُتل عمار . فقال له معاوية : قُتل عمار فماذا ؟ قال عمرو : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : تقتله الفئة الباغية . فقال له معاوية : دحضت في قولك أنحن قتلناه !؟ إنما قتله علي وأصحابه ، جاؤا به حتى ألقوه تحت رماحنا » [٤]

---

١ ) الموادعة بين الجيشين تقتضي وقف القتال لمدة محدودة لدفن القتلى أو لسبب يقتنع به الطرفان

٢ ) الهيثمي : مجمع الزوائد ٧ : ٢٤٠ ـ ٢٤١ وقال : رواه الطبراني وأحمد باختصار ، وأبو يعلى بنحو الطبراني ، ورجال أحمد وأبي يعلى ثقات .

٣ ) أحمد : المسند ١١ : ١٣٨ ـ ١٣٩ وقال أحمد شاكر : إسناده صحيح .

٤ ) عبد الرزاق : المصنف ١١ : ٢٤٠ بإسناد صحيح . وحديث : « تقتله الفئة الباغية » متواتر ( السيوطي : الخصائص الكبرى ، ط . الهراس ٢ : ٤٩٦ ، وانظر الحديث في صحيح البخاري ـ فتح الباري ١ : ٥٤ و ٦ : ٣٠ ـ وصحيح مسلم ٤ : ٢٢٣٥ ـ ٢٢٣٦ ) ، وراجع حول تواتر الحديث عبد الحميد علي ناصر : خلافة علي ٢١٢ ـ ٢١٩ . وقد اشتهر بعد مقتل عمار بن ياسر

# نيل الأوطار

## من أسرار منتقى الأخبار

تأليف

محمد بن علي بن محمد الشوكاني

١١٧٣ - ١٢٥٠ هـ

حققه وعلق عليه

أبو معاذ طارق بن عوض الله بن محمد

المجلد التاسع

الحدود - القطع في السرقة -
حد شارب الخمر - الجهاد والسير

[٣٠٨٠ - ٣٤٤٢]

دار ابن القيم
دار ابن عفان

دوسرا پیراگراف ..معاویہ بن ابی سفیان کا قرآن نیزوں پر بلند کرنا



عليًا فلقيا عائشةَ وكانت حجَّت تلكَ السَّنةَ، فاتَّفقوا على طلبِ قتلةِ عثمانَ، وخرجوا إلى البصرةِ يدعونَ النَّاسَ إلى ذلكَ، فبلغَ عليًا فخرجَ إليهم، فوقعت بينهم وقعةُ الجملِ المشهورةُ، وانتصرَ عليٌّ، وقتلَ طلحةُ في المعركةِ، وقتلَ الزُّبيرُ بعدَ أن انصرفَ من الوقعةِ.

فهذهِ الطَّائفةُ هيَ الَّتي كانت تطلبُ بدمِ عثمانَ بالاتِّفاقِ، ثمَّ قامَ معاويةُ بالشَّامِ في مثلِ ذلكَ، وكانَ أميرَ الشَّامِ إذ ذاكَ، وكانَ عليٌّ أرسلَ إليهِ أن يُبايعَ لهُ أهلَ الشَّامِ، فاعتلَّ بأنَّ عثمانَ قتلَ مظلومًا، وأنَّها تجبُ المبادرةُ إلى الاقتصاصِ من قتلتهِ، وأنَّهُ أقوى النَّاسِ على الطَّلبِ بذلكَ، والتمسَ من عليٍّ أن يُمكِّنهُ منهم، ثمَّ يُبايعَ لهُ بعدَ ذلكَ، وعليٌّ يقولُ: «ادخل فيما دخلَ فيهِ النَّاسُ، وحاكمْهم إليَّ أحكم فيهم بالحقِّ». فلمَّا طالَ الأمرُ خرجَ عليٌّ في أهلِ العراقِ طالبًا قتالَ أهلِ الشَّامِ، فخرجَ معاويةُ في أهلِ الشَّامِ قاصدًا لقتالهِ، فالتقيا بصفِّينَ، فدامت الحربُ بينهم أشهرًا، وكادَ معاويةُ وأهلُ الشَّامِ أن ينكسروا، فرفعوا المصاحفَ على الرِّماحِ ونادوا: ندعوكم إلى كتابِ اللَّهِ تعالى. وكانَ ذلكَ بإشارةِ عمرو بنِ العاصِ وهوَ معَ معاويةَ، فتركَ القتالَ جمعٌ كثيرٌ ممَّن كانَ معَ عليٍّ، خصوصًا القرَّاءُ بسببِ ذلكَ تديُّنًا.

واحتجُّوا بقولهِ تعالى: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ نَصِيبًا مِّنَ ٱلْكِتَٰبِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَٰبِ ٱللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ﴾ الآيةَ [آل عمران: ٢٣]، فراسلوا أهلَ الشَّامِ في ذلكَ، فقالوا: ابعثوا حكمًا منكم، وحكمًا منَّا، ويحضرُ معهما من لم يُباشر القتالَ، فمن رأوا الحقَّ معهُ أطاعوهُ، فأجابَ عليٌّ ومن معهُ إلى ذلكَ، وأنكرت ذلكَ الطَّائفةُ الَّتي صارت خوارجَ وفارقوا عليًا، وهم ثمانيةُ آلافٍ. وقيلَ: كانوا أكثرَ من عشرةِ آلافٍ، وقيلَ: ستَّةَ آلافٍ، ونزلوا مكانًا يُقالُ لهُ

# المهذَّب في اختصار السُّنن الكبرى

## للبيهقي

تأليف

الإمام الحافظ شمس الدين عبد الله بن قايماز الذّهبي
المتوفى ٧٤٨ هـ سنة

تحقيق

محمد عثمان

الجزء السابع

يحتوي على الكتب التالية:

قتال أهل البغي - المرتد - الحدود - السرقة
الأشربة والحد فيها - السير - الجزية

دار الكتب العلمية
Dar Al-Kotob Al-ilmiyah
DKi
أسسها محمد علي بيضون سنة 1971 بيروت - لبنان
Est. by Mohammad Ali Baydoun 1971 Beirut - Lebanon
Établie par Mohamad Ali Baydoun 1971 Beyrouth - Liban

حدیث 12981..معاویہ بن ابی سفیان کا گروہ فاسق یا ظالم.



قُلْتُ: بَلْ نَحْنُ لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ فِي زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ. قَالَتْ: وَأُصِيبَ زَيْدٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَتْ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، يَرْحَمُهُ اللَّهُ. قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، ذَكَرْتُ طَلْحَةَ فَقُلْتِ: يَرْحَمُهُ اللَّهُ، وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتِ: يَرْحَمُهُ اللَّهُ، وَذَكَرْتُ زَيْدًا فَقُلْتِ: يَرْحَمُهُ اللَّهُ، وَقَدْ قَتَلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَاللَّهِ لا يَجْمَعُهُمُ اللَّهُ فِي جَنَّةٍ أَبَدًا. قَالَتْ: أَوَ لا تَدْرِي أَنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ وَاسِعَةٌ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. قَالَ: فَكَانَتْ أَفْضَلَ مِنِّي).

تابعه ابْنُ عَوْنٍ، وأَيُّوبُ، عَنِ محمد، عَنْ خَالِدٍ.

١٢٩٨٠ - الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: (رَأَى عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيلَ، وَكَانَ مِنْ أَفَاضِلِ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: رَأَيْتُ كَأَنِّي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِقِبَابٍ مَضْرُوبَةٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: لِذِي كَلاعٍ وَحَوْشَبٍ، وَكَانَا مِمَّنْ قُتِلَ مَعَ مُعَاوِيَةَ. قُلْتُ: مَا فَعَلَ عَمَّارٌ وَأَصْحَابُهُ؟ قَالُوا: أَمَامَكَ. قُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَقَدْ قَتَلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا. قَالَ: إِنَّهُمْ لَقُوا اللَّهَ فَوَجَدُوهُ وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ. قُلْتُ: مَا فَعَلَ أَهْلُ النَّهْرِ؟ قَالَ: لَقُوا بَرْحًا).

رواه يزيد بن هارون عنه قَالَ: يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَسَمِعْتُ يَزِيدَ فِي الْمَجْلِسِ بِبَغْدَادَ، وَكَانَ يُقَالُ: إِنَّ فِي الْمَجْلِسِ سَبْعِينَ أَلْفًا، قَالَ: لا تَغْتَرُّوا بِهَذَا الْحَدِيثِ؛ فَإِنَّ ذَا الْكَلاعِ وَحَوْشَب أَعْتَقَا اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ أَهْلِ بَيْتٍ، وَذَكَرَ مِنْ مَحَاسِنِهِمْ أَشْيَاءَ.

١٢٩٨١ - مِسْعَرٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ أَنَّ عَمَّارًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: (لا تَقُولُوا: كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ، وَلَكِنْ قُولُوا: فَسَقُوا أَوْ ظَلَمُوا).

١٢٩٨٢ - مِسْعَرٌ، عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: (قال رجل ممن يَتَعَرَّفُ البغلة الشهباء يَوْمَ قُتِلَ الْمُشْرِكُونَ؛ يَعْنِي: أَهْلَ النَّهْرَوَانِ، فَقَالَ عَلِيٌّ رضي الله عنه: مِنَ الشِّرْكِ فَرُّوا. قَالَ: فَالْمُنَافِقُونَ؟ قَالَ: الْمُنَافِقُونَ لا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إلا قَلِيلا. قَالَ: فَمَا هُمْ؟ قَالَ: قَوْمٌ بَغَوْا عَلَيْنَا فَنُصِرْنَا عَلَيْهِمْ).

**من قال: لا تباعة في الجراح والدماء وما فات من الأموال في قتال أهل البغي**

١٢٩٨٣ - يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: (هَاجَتِ الْفِتْنَةُ الأولَى، فَأَدْرَكَتْ رِجَالا ذَوِي عَدَدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ مَعَهُ بَدْرًا، وَبَلَغَنَا أَنَّهُمْ كَانُوا يَرَوْنَ أَنْ يُهْدَرَ أَمْرُ الْفِتْنَةِ، وَلا يُقَامُ فِيهَا عَلَى رَجُلٍ قَاتِلٍ فِي تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ قِصَاصٌ فِيمَنْ قَتَلَ، وَلا حَدٌّ فِي سِبَاءِ امْرَأَةٍ سُبِيَتْ، وَلا يُرَى عَلَيْهَا حَدٌّ وَلا بَيْنَهَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا

# الاستذكار

الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار وعلماء الأقطار فيما تضمنه "الموطأ"
من معاني الرأي والآثار وشرح ذلك كله بالإيجاز والاختصار

ما على ظهر الأرض بعد كتاب الله
أصح من كتاب مالك
"الإمام الشافعي"

تصنيف

## ابن عبد البر

الإمام الحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله
ابن محمد بن عبد البر النمري الأندلسي

٣٦٨هـ ٤٦٣هـ

لقد كان أبو عمر بن عبد البر من بحور العلم
واشتهر فضله في الأقطار
"الحافظ الذهبي"

يطبع لأول مرة كاملاً في ثلاثين مجلداً
بالفهارس العلمية عن خمس نسخ خطية عزيزة

## المجلد الخامس

وثق أصوله وخرج نصوصه ورقمها
وقنن مسائله وصنع فهارسه

الدكتور عبد المعطي أمين قلعجي

دار الوعي
حلب - القاهرة

دار قتيبة للطباعة والنشر
دمشق - بيروت

روایت 6351..حاشیہ نمبر 1..علی علیہ السلام قنوتِ نازلہ(بددعا).



٦٣٥١ - ورُوِي عَنْ عليٍّ أَنَّهُ كَانَ يقنتُ أَيَّامَ صِفِين وبعدَ انصرافِهِ مِنْها ، يَدْعُو على قومٍ ويلعنُهم[1] كَرِهتُ ذِكْرَهُمْ .

٦٣٥٢ - ومِنْ فعلِ الصَّحَابَةِ وَجِلَّةِ التابعينَ بالمدينةِ في لَعْنِ الكَفَرَةِ في القُنُوتِ أَخَذَ العلماءُ لَعْنَ الكَفَرَةِ في الخُطْبَةِ الثانيةِ مِنَ الخُطْبَةِ والدُّعاءِ عليهم .

٦٣٥٣ - والأَعْرَجُ أَدْرَكَ جماعةً مِنَ الصَّحَابَةِ وكبارِ التابعينَ[2] ، وهذا هُوَ

---

=وحُمِلَ رأسه سنة تسع وسبعين إلى الحجاج . وكان خطيبًا بليغاً ، كبير المحلِّ من أفراد زمانه.

وترجمته في البيان والتبيين ٣٤١/١ ، المعارف ٤١١ ، الأخبار الطوال ص ١٨٠ ، الكامل للمبرد ٣٥٥/٣ وما بعدها ، المبهج ص ١٨ ، سمط اللآلي ٥٩٠ ، تاريخ ابن الأثير ٤٤١/٤ ، وفيات الأعيان ٩٣/٤ ، تاريخ الإسلام ٢٠٣/٣ ، شرح الشواهد بهامش الخزانة ٤٥٢/٢ ، النجوم الزاهرة ١٩٧/١ ، شذرات الذهب ٨٦/١ ، تاج العروس ( قطر ) .

(١) لقد ثبت عن الإمام علي رضي الله عنه أنه قنت قبل الركوع في الوتر وغيره . مصنف عبد الرزاق (٣ : ١٠٩ ، ١١٣) والروض النضير (٢:٧٩، ٢٥٩) ، وقنتَ بعد الركوعِ في الوتر وغيره : سنن البيهقي الكبرى (٢: ٢٠٨) ، والروض النضير (٢:٨٠) ، وقنت في صلاة الصبح قبل الركوع : الأم (٧ : ١٦٨) .

وقنتَ - كرم الله وجهه - يَدْعو على أعدائه ، فعن عبد الرحمن بن معقل ، قال : صَلَّيْتُ مع عليٍّ الغداةَ ، فقال في قُنوته : اللهمَّ عليكَ بمعاويةَ وأشياعه ، وعَمْرو بن العاص وأشْياعه ، وابن الأعور السلمي وأشياعه ، وعبد الله بن قيس وأشياعه ، الروض النضير (٢: ٢٥٨) ، وسنن البيهقي (٢:٢٤٥) .

وقنت - رضي الله عنه - في الفجر ، وأول من قنت فيها هو ، لأنه كان محارباً ، شرح معاني الآثار (١ : ١٤٨) .

وقال عبد الله بن معقل : قَنَتَ في الفجر رجلان من أصحاب النبي ﷺ : علي ، وأبو موسى . مصنف ابن أبي شيبة (٢ : ٣١٧) .

(٢) هو قائل الأثر الذي نحن بصدده ، وهو الإمام الحافظ الحُجّة المقرئ أبو داود عبدالرحمن ابن هُرْمز المدني الأعرج مولى محمد بن ربيعة بن الحارث بن عبد المطلب بن هاشم . سمع أبا هريرة ، وأبا سعيد ، وعبد الله بن مالك بن بُحَينة ، وطائفة . وجوَّدَ القرآن وأقرأه ، وكان يكتبُ المصاحف ، وسمع أيضاً من أبي سلمة بنِ عبد الرحمن ، وعُمير مولى ابن عباس ، وعدةٍ . =

تیسری آیت....سورہ الحجر آیت 45..46..47...پرہیزگار لوگ جنتی باغوں و چشموں میں ہونگے.سلامتی و امن کیساتھ.اور انکے دلوں میں جو کدورت ہو گی.ہم اسے نکالدینگے.گویا بھائی بھائی مسندوں پر ایکدوسرے کے سامنے بیٹھے ہونگے...

معترض اس آیت سے نتیجہ نکالتا ہے کہ جو کچھ علی علیہ السلام و معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان رنجشیں تھیں.وہ دور ہو جائینگی اور وہ جنت میں ایکدوسرے کے سامنے بیٹھے ہونگے..ہم جواب میں چند گزرشات کرتے ہیں............اس آیت میں متقین کا زکر ہے..یعنی اس آیت کا مصداق وہی ہو گا جو متقی ہو گا..اب ہم دیکھتے ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان میں تقویٰ کس حد تک موجود تھا........

1.......ایک صحابی انھیں بتاتے ہیں کہ جو کام آپ کر رہے ہیں وہ رسول اللہ(ص) نے خود حرام قرار دیئے ہیں.اور یہ سب مینے خود سنا ہے.مگر معاویہ بن ابی سفیان رجوع کی بجائے اس کام کو جاری رکھتے ہیں اور حدیث پر عمل نہ کرنے کیوجہ یہ بتاتے ہیں کہ لوگ عجیب احادیث بیان کرتے ہیں ہمنے تو یہ حدیث نہیں سنی((صحیح مسلم)) .کیا یہ بھی کوئی جواز ہے حدیث کی مخالفت کرنے کا.جبکہ معاویہ بن ابی سفیان جانتے تھے کہ وہ اسلام کب لائے اور کتنا وقت نبی(ص) کے ساتھ گزارا ہے.پھر ایسی تاویل سے حدیث پر عمل نہ کرنا کیا یہی تقویٰ کا تقاضا ہے..اور ایک صحابی کو نبی(ص) کیطرف جھوٹی حدیث بیان کرنے والا قرار دیا.کیا یہ مقامِ صحابیت

کی تکریم ہے یا تہمت و تذلیل..اور کیا ایسا قول و فعل کا حامل متقی قرار پا سکتا ہے..یقیناً انصاف سے جواب دیا جائیگا..

2...عبد اللہ بن عمر بن عاص رض جو کہ بامرِ مجبوری معاویہ بن ابی سفیان کیساتھ صفین میں شرکت فرما چکے تھے(مسند امام احمد))..مگر جب ایک تابعی نے معاویہ بن ابی سفیان کے ایسے افعال کا زکر کیا کہ جو صریحاً شریعت کیخلاف تھے تو عبد اللہ بن عمر بن عاص نے ان سے انکار نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ معاویہ بن ابوسفیان جو کام تمھیں شریعت کے خلاف بتلائیں اسمیں انکی پیروی نہ کرو((صحیح مسلم))......

3.....معاویہ بن ابی سفیان ایک مشروب پیتے ہیں اور ایک حضرت بریدہ رض کی خدمت میں پیش فرماتے ہیں تو صحابی نے فرمایا کہ نبی(ص) نے اسے حرام قرار دیا ہے.اس فرمان کے بعد میں معاویہ بن ابی سفیان اس امر سے توبہ کی بجائے سابقہ ایام میں اس مشروب سے لطف انداز ہونے کو بیان کرتے ہیں((مسند امام احمد))...اس روایت کو شعیب الارناؤط..احمد الزین.. ارشاد الحق الاثری..امام ھیثمی اور مصنف ابنِ ابی شیبہ کے محقق نے صحیح تسلیم کیا ہے..کیا یہ حرام مشروب پینا تقویٰ ہے یا پھر اس کے حرام ہونے کے حکم کو سننے کے بعد اس مشروب سے لطف اندوز ہونے کا واقعہ بیان کرنا تقویٰ ہے؟...

4...جنابِ مقدام فرماتے ہیں معاویہ جو کچھ تم جانتے ہو کہ شریعت میں حرام ہے وہ سب کام گھر میں انجام دیتے ہو((سنن ابی داؤد)).. ..کیا یہ تقویٰ ہے.......

5.... رسول اللہ(ص) نے معاویہ بن ابو سفیان کو بددعا دی تھی اور وہ بددعا قبول ہوئی (دلائل النبوہ)) کیا یہ بددعا معاویہ بن ابوسفیان کے تقوے کی بنا پر.تھی...

6.... علی علیہ السلام نے معاویہ بن ابی سفیان کیلیئے بددعا کی.(مصنف ابنِ ابی شیبہ) کیا یہ بددعا معاویہ بن ابوسفیان کے تقویٰ کی بنا پر تھی...

7...کیا خلیفہ راشد جو کہ آیتِ تطہیر و مباہلہ میں شامل نبی(ص) کی خصوصی تربیت میں پروان چڑھے. کرم اللہ وجھہ کے مصداق کہ جنکی پیشانی کبھی بت کے سامنے نہیں جھکی.جنکی اطاعت و محبت اولی الامر اور خصوصی فرامینِ رسالتمآب(ص) کی بنا پر فرض تھی.انکی بیعت نہ کرنا اور انکے خلاف فوج لیکر جانا اور انکی حکومت کی بنیادوں کو صرف اپنی ایک خواھش و تقاضا کی بنا پر کمزور کرنا اور مسلمانوں میں تفرقہ و بغاوت کا عنصر پیدا کرنا کیا یہ سب معاویہ بن ابی سفیان کے تقویٰ کی دلیل تھا..

٤٠٦١ – عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ كُنْتُ بِالشَّامِ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ فَجَاءَ أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ قَالُوا أَبُو الْأَشْعَثِ أَبُو الْأَشْعَثِ فَجَلَسَ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْ أَخَانَا حَدِيثَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ نَعَمْ غَزَوْنَا غَزَاةً وَعَلَى النَّاسِ مُعَاوِيَةُ فَغَنِمْنَا غَنَائِمَ كَثِيرَةً فَكَانَ فِيمَا غَنِمْنَا آنِيَةٌ مِنْ فِضَّةٍ فَأَمَرَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا أَنْ يَبِيعَهَا فِي أَعْطِيَاتِ النَّاسِ فَتَسَارَعَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ فَبَلَغَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَقَامَ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ عَيْنًا بِعَيْنٍ فَمَنْ زَادَ أَوْ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى فَرَدَّ النَّاسُ مَا أَخَذُوا فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ أَلَا مَا بَالُ رِجَالٍ

۴۰۶۱- حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے میں شام میں چند لوگوں کے بیچ میں بیٹھا تھا اتنے میں ابوالاشعث آیا۔ لوگوں نے کہا ابوالاشعث وہ بیٹھ گیا۔ میں نے اس سے کہا تم میرے بھائی سے عبادہ بن صامتؓ کی حدیث بیان کرو۔ اس نے کہا اچھا' ہم نے ایک جہاد کیا اس میں معاویہؓ سردار تھے تو بہت چیزیں غنیمت میں حاصل کیں' ان میں ایک برتن بھی تھا چاندی کا۔ حضرت معاویہؓ نے حکم دیا اس کے بیچنے کا لوگوں کی تنخواہ پر اور لوگوں نے جلدی کی اس کے لینے میں۔ یہ خبر عبادہ بن صامت کو پہنچی وہ کھڑے ہوئے او ر کہا میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے آپ منع کرتے تھے سونے کو سونے کے بدلے میں بیچنے سے اور چاندی کو چاندی کے بدلے اور گیہوں کو گیہوں کے بدلے اور جو کو جو کے بدلے اور کھجور کو کھجور کے بدلے اور نمک کو نمک کے بدلے مگر برابر برابر نقد پھر جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو ربا ہو گیا۔ یہ سن کر لوگوں نے جو لیا تھا پھیر دیا۔ معاویہؓ کو یہ خبر پہنچی وہ خطبہ پڑھنے لگے کھڑے ہو کر کیا حال ہے لوگوں کا جناب رسول اللہؐ سے وہ حدیثیں روایت کرتے

(۴۰۶۱) ☆ یعنی جب صدقات میں سے حصہ ملے گا تو قیمت اس کی لے لیں گے' غرض ادھار بیچنے کا حکم کیا۔ معاویہؓ کی یہ دلیل کافی نہیں کیونکہ حاضر رہنے اور صحبت رکھنے سے ہر بات کا سننا ضروری نہیں اور اسی وجہ سے بہت سی حدیثیں ایک صحابی نے سنیں دوسرے نے نہیں سنیں۔





يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَادِيثَ قَدْ كُنَّا نَشْهَدُهُ وَنَصْحَبُهُ فَلَمْ نَسْمَعْهَا مِنْهُ فَقَامَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَأَعَادَ الْقِصَّةَ ثُمَّ قَالَ لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِنْ كَرِهَ مُعَاوِيَةُ أَوْ قَالَ وَإِنْ رَغِمَ مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَصْحَبَهُ فِي جُنْدِهِ لَيْلَةً سَوْدَاءَ قَالَ حَمَّادٌ هَذَا أَوْ نَحْوَهُ.

ہیں جن کو ہم نے نہیں سنا اور ہم آپ کے پاس حاضر رہے اور آپ کی صحبت میں رہے۔ پھر عبادہؓ کھڑے ہوئے وہ قصہ بیان کیا بعد اس کے کہا ہم تو وہ حدیث ضرور بیان کریں گے جو جناب رسول اللہؐ سے سنی اگرچہ معاویہؓ کو برا معلوم ہو یا یوں کہا اگرچہ معاویہؓ کی ذلت ہو' میں پروا نہیں کرتا اگر ان کے ساتھ نہ رہوں ان کے لشکر میں تاریک رات میں۔ حماد نے کہا یا ایسا ہی کہا۔

٤٠٦٢ – عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۴۰۶۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٤٠٦٣ – عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ )).

۴۰۶۳- عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہؐ نے فرمایا بیچو سونے کو بدلے میں سونے کے اور چاندی کو بدلے میں چاندی کے اور گیہوں کو بدلے میں گیہوں کے اور جو کو بدلے میں جو کے اور کھجور کو بدلے میں کھجور کے اور نمک کو بدلے میں نمک کے برابر برابر ٹھیک ٹھیک نقد۔ پھر جب قسم بدل جائے (مثلاً گیہوں جو کے بدلے) تو جس طرح چاہے بیچو (کم و بیش) پر نقد ہونا ضروری ہے۔

٤٠٦٤ – عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ أَوْ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى الْآخِذُ وَالْمُعْطِي فِيهِ سَوَاءٌ )).

۴۰۶۴- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیچو سونے کو سونے کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں اور جو کو جو کے بدلے میں اور کھجور کو کھجور کے بدلے میں اور نمک کو نمک کے بدلے میں برابر برابر نقد۔ پھر جو کوئی زیادہ دے یا زیادہ لے تو سود ہو گیا' لینے والا اور دینے والا برابر ہے۔

٤٧٧٦—عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ فَأَتَيْتُهُمْ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَاءَهُ وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَاجْتَمَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ (( إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هَذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا وَتَجِيءُ فِتْنَةٌ فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ هَذِهِ

۴۷۷۶- عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ سے روایت ہے میں مسجد میں گیا وہاں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے اور لوگ ان کے پاس جمع تھے میں بھی گیا اور بیٹھا۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہؐ کے ساتھ تھے ایک سفر میں تو ایک جگہ اترے' کوئی اپنا ڈیرہ درست کرنے لگا' کوئی تیر مارنے لگا' کوئی اپنے جانوروں میں تھا کہ اتنے میں رسول اللہؐ کے پکارنے والے نے آواز دی نماز کے لیے اکٹھا ہو جاؤ۔ ہم سب آپ کے پاس جمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس پر ضروری نہ ہو اپنی امت کو جو بہتر بات اس کو معلوم ہو بتانا اور جو بری بات ہو اس سے ڈرانا اور تمہاری یہ امت اس کے پہلے حصہ میں سلامتی ہے اور اخیر حصے میں بلا ہے اور وہ باتیں ہیں جو تم کو بری لگیں گی اور ایسے فتنے آویں گے کہ ایک فتنہ دوسرے کو ہلکا اور پتلا کر دے گا (یعنی بعد کا فتنہ پہلے سے ایسا بڑھ کر ہوگا کہ پہلا فتنہ اس کے سامنے کچھ حقیقت نہ رکھے گا) اور ایک فتنہ آوے گا تو مومن کہے گا اس میں میری تباہی ہے پھر وہ جاتا رہے گا اور دوسرا

---

تلے ہو سکتے اگر چہ دار الاسلام بہت وسیع ہو۔ مگر امام الحرمین نے کہا کہ جب دو ملک بہت فاصلے پر ہوں اور ایک خلیفہ دوسرے خلیفہ سے بہت دور ہو تو احتمال ہے کہ تعدد جائز ہو۔ نووی نے کہا یہ قول مخالف ہے سلف اور خلف کے اور ظاہر احادیث کے۔





مُهْلِكَتِي ثُمَّ تَنْكَشِفُ وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ هَذِهِ هَذِهِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ )) وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ لَهُ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ آنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْوَى إِلَى أُذُنَيْهِ وَقَلْبِهِ بِيَدَيْهِ وَقَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي فَقُلْتُ لَهُ هَذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا وَاللّٰهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا قَالَ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ.

آوے گا مومن کہے گا اس میں میری تباہی ہے۔ پھر جو کوئی چاہے کہ جہنم سے بچے اور جنت میں جاوے اس کو چاہیے کہ مرے اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر یقین رکھ کر اور لوگوں سے وہ سلوک کرے جیسا وہ چاہتا ہو کہ لوگ اس سے کریں۔ اور جو شخص کسی امام سے بیعت کرے اور اس کو اپنا ہاتھ دے دیوے اور دل سے نیت کرے اس کی تابعداری کی تو اس کی طاعت کرے اگر طاقت ہو۔ اب اگر دوسرا امام اس سے لڑنے کو آوے تو (اس کو منع کرو اگر نہ مانے بغیر لڑائی کے تو) اس کی گردن مارو۔ یہ سن کر میں عبداللہ کے پاس گیا اور ان سے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی تم نے یہ رسول اللہؐ سے سنا ہے؟ انہوں نے اپنے کانوں اور دل کی طرف اشارہ کیا ہاتھ سے اور کہا میرے کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا۔ میں نے کہا تمہارے چچا کے بیٹے معاویہؓ ہم کو حکم کرتے ہیں ایک دوسرے کا مال ناحق کھانے کے لیے اور اپنی جانوں کو تباہ کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو! مت کھاؤ اپنے مال ناحق مگر راضی سے سوداگری کر کے اور مت مارو اپنی جانوں کو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔ یہ سن کر عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ تھوڑی دیر تک چپ رہے پھر کہا معاویہؓ کی اطاعت کرو اس کام میں جو اللہ کے حکم کے موافق ہو اور جو کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو اس میں معاویہؓ کا کہنا نہ مانو۔

جلد چہارم

# سُنن ابُو داؤد (اُردو)

## کتاب الطب ــــــ کتاب الأدب

www.KitaboSunnat.com

تالیف
امام ابُو داؤد سُلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد
فضیلۃ الشیخ ابُو عمار عُمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج
حافظ ابُو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرثانی، تنقیح و اضافہ
حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

جدید عصری مسائل
پروفیسر محمد یحییٰ حفظہ اللہ

دارُالسّلام
کتاب و سُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
اسلام آباد • کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک
DARUSSALAM

رُفْقَةً فِيهَا جِلْدُ نَمِرٍ».

فائدہ: شریعت کی مخالفت ایک نجس عمل ہے۔ جو اپنے ظاہری اور باطنی برے اثرات سے خالی نہیں رہتی۔

٤١٣١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ بنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن بَحِيرٍ، عن خَالِدٍ قالَ: وَفَدَ المِقْدَامُ بنُ مَعْدِيكَرِبَ وعَمْرُو بنُ الأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ ابنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ فَرَجَّعَ المِقْدَامُ، فقالَ لَهُ فُلَانٌ: أَتَعُدُّهَا مُصِيبَةً؟ فقالَ لَهُ: وَلِمَ لا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ الله ﷺ في حِجرِهِ، فقال: «هٰذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ»، فقالَ الأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا الله. قالَ: فقالَ المِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغِيظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قال: يَا مُعَاوِيَةُ! إنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فكَذِّبْنِي. قال: أَفْعَلُ. قال: فَأَنْشُدُكَ بالله! هَلْ سَمِعتَ رَسُولَ الله ﷺ يَنْهَى عن لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فَأَنْشُدُكَ بالله! هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عن لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فَأَنْشُدُكَ بالله! هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ

۴۱۳۱- جناب خالد بن معدان سے روایت ہے کہ حضرت مقدام بن معدیکرب، عمرو بن اسود اور قبیلۂ بنو اسد کا ایک آدمی جو اہل قنسرین میں سے تھا، حضرت معاویہ بن ابوسفیان ؓ کے ہاں آئے۔ معاویہ نے مقدام سے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ حسن بن علی ؓ وفات پا گئے ہیں؟ تو مقدام نے ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ پڑھا۔ تو ایک آدمی نے ان سے کہا: کیا تم اس کو مصیبت سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں ان کی وفات کو مصیبت کیوں نہ سمجھوں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا تھا اور کہا تھا: ''یہ (حسن) مجھ سے ہے اور حسین علی سے!'' اسدی آدمی نے کہا: دہکتا کوئلہ تھا جسے اللہ عزوجل نے بجھا دیا۔ مقدام نے کہا: مگر (میں تو ایسی بات نہیں کہتا جو اس اسدی نے کہی ہے) میں آج تمہیں غصہ دلا کے رہوں گا اور وہ کچھ سناؤں گا جو تمہیں برا لگے۔ پھر کہا: اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر غلط کہوں تو تردید کر دینا۔ معاویہ نے کہا: ایسے ہی کروں گا۔ مقدام نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ کہا: ہاں۔ مقدام نے پھر کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تمہیں خبر ہے کہ، رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے روکا ہے؟



٤١٣١- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب النهي عن الانتفاع بجلود السباع، ح: ٤٢٦٠ عن عمرو بن عثمان به ٭ رواية بقية عن بحير صحيحة لأنها من كتابه.

عَلَيْهَا؟ قال: نَعَمْ. قال: فَوَاللهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ هٰذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ! فقالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ! قال خَالِدٌ: فأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ فَفَرَّقَهَا المِقْدَامُ عَلٰى أَصْحَابِهِ، قال: وَلَمْ يُعْطِ الأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ فقال: أَمَّا المِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ.

انہوں نے کہا: ہاں۔ حضرت مقدام نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں' کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالیں پہننے اور ان پر سوار ہونے سے روکا ہے؟ کہا: ہاں۔ مقدام نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ سب کچھ تمہارے گھر میں دیکھا ہے اے معاویہ! اس پر معاویہ نے کہا: اے مقدام! مجھے معلوم تھا کہ میں تجھ سے ہرگز نہیں بچ سکوں گا۔ خالد بن معدان نے بیان کیا کہ پھر معاویہ ؓ نے مقدام کے لیے اس قدر انعام کا حکم دیا جو اس کے دوسرے دوساتھیوں کے لیے نہیں تھا اور ان کے بیٹے کے لیے دو سو والوں میں حصہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ حضرت مقدام ؓ نے اسے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ مگر اسدی نے جو وصول کیا اس میں سے کسی کو کچھ نہ دیا۔ معاویہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: مقدام کھلے ہاتھ کے سخی آدمی ہیں اور اسدی اپنے مال کی خوب حفاظت کرنے والا ہے۔



**فوائد ومسائل:** ① صحابۂ کرام ؓ حق بات کہنے میں بڑے جری تھے۔ حضرت مقدام ؓ کو حضرت معاویہ کی امارت سے کوئی خوف نہ آیا اور بے دھڑک حق بات کہہ دی۔ ② اس مکالمے کے شروع میں جو آیا ہے: ''ایک آدمی نے کہا'' اس کے قائل شاید حضرت معاویہ ؓ ہی ہوں۔ جسے ادباً مبہم رکھا گیا ہے۔ (عون المعبود) ③ بنوامیہ اور اہل بیت کے خاندانوں میں سیاسی امور میں ان کے خاص رجحانات تھے۔ یہ تاریخ اسلام کا انتہائی پریشان کن دور تھا جو گزر گیا۔ اب ہم تمام صحابۂ کرام ؓ کے لیے دعا گو ہیں اور کسی کے متعلق اپنے دل میں کوئی بغض نہیں رکھتے۔ ایک مؤرخ کو حسب وقائع کسی بھی جانب میلان کا حق حاصل ہے مگر خیال رہے کہ دوسری جانب بھی جلیل القدر صحابہ ہیں ......رضی اللّٰه عنهم وارضاهم...... ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الحشر:١٠) ④ درندوں کی کھالیں اور ان کی گدیاں استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور ایسے ہی مردوں کے لیے سونا اور ریشم بھی مباح نہیں۔ ⑤ حضرت معاویہ ؓ کے متعلق جو ذکر ہوا کہ ان کے گھر میں ریشم اور درندوں کی کھالیں استعمال ہوتی تھیں تو شاید فرامین رسول ﷺ کی کوئی تاویل کرتے ہوں گے۔ واللّٰه اعلم.

روایت 23329..حرام مشروب پینا ..



الحاكم (٤/٣١١). قال الألباني: صحيح (أبوداود: ٤٩٧٧). قال شعيب: رجاله ثقات].

(۲۳۳۲۷) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا منافق کو اپنا آقا اور سردار مت کہا کرو کیونکہ اگر وہی تمہارا آقا ہو تو تم اپنے رب کو ناراض کرتے ہو۔

(۲۳۳۲۸) حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةُ صَفٍّ مِنْهُمْ ثَمَانُونَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَقَالَ عَفَّانُ مَرَّةً أَنْتُمْ مِنْهُمْ ثَمَانُونَ صَفًّا [صححه ابن حبان (٧٤٥٩)، والحاكم (١/٨١). قد حسنه الترمذي. قال الألباني: صحيح (ابن ماجة غ ٤٢٨٩، الترمذي: ٢٥٤٦)]. [انظر: ٢٣٣٩٠، ٢٣٤٤٩].

(۲۳۳۲۸) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اسی صفیں صرف اس امت کی ہوں گی۔

(۲۳۳۲۹) حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي حُسَيْنٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي ثُمَّ قَالَ مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُعَاوِيَةُ كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَأَجْوَدَهُ ثَغْرًا وَمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهُ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهُ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرُ اللَّبَنِ أَوْ إِنْسَانٍ حَسَنِ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي

(۲۳۳۲۹) عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے ہمیں بستر پر بٹھایا' پھر کھانا پیش کیا جو ہم نے کھایا' پھر پینے کے لئے (نبیذ) لائی گئی جسے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نوش فرمایا' پھر میرے والد کو اس کا برتن پکڑا دیا تو وہ کہنے لگے کہ جب سے نبی علیہ السلام نے اس کی ممانعت فرمائی ہے' میں نے اسے نہیں پیا' پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں قریش کا خوبصورت ترین نوجوان تھا اور سب سے زیادہ عمدہ دانتوں والا تھا' مجھے دودھ یا اچھی باتیں کرنے والے انسانوں کے علاوہ اس سے بڑھ کر کسی چیز میں لذت نہیں محسوس ہوتی تھی۔

(۲۳۳۳۰) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَاهُ أَيْضًا فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ بِالزِّنَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ ثُمَّ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْمِهِ فَسَأَلَهُمْ عَنْهُ فَقَالَ لَهُمْ مَا تَعْلَمُونَ مِنْ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيِّ هَلْ تَرَوْنَ بِهِ بَأْسًا أَوْ تُنْكِرُونَ مِنْ عَقْلِهِ شَيْئًا قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا نَرَى بِهِ بَأْسًا وَمَا نُنْكِرُ مِنْ عَقْلِهِ شَيْئًا ثُمَّ عَادَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثَّالِثَةَ فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ بِالزِّنَا أَيْضًا فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ طَهِّرْنِي فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْمِهِ أَيْضًا فَسَأَلَهُمْ عَنْهُ فَقَالُوا

# المصنف

# لابن أبي شيبة

الإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي

المولود سنة ١٥٩ هـ - والمتوفى سنة ٢٣٥ هـ

تقديم معالي الشيخ

ناصر بن عبد العزيز أبو حبيب الشثري

تحقيق

أ. د. سعد بن ناصر بن عبد العزيز أبو حبيب الشثري

## المجلد السابع عشر

كتاب الإيمان، كتاب الرؤيا، كتاب الأمراء، كتاب الوصايا،
كتاب الفرائض، كتاب الفضائل

(٣٢٣٢١ - ٣٤٠٩٠)

دار كنوز إشبيليا
للنشر والتوزيع

روایت 33586..حرام مشروب..حاشیہ5 حسن...



٣٢٥٨٦- **حدثنا** زيد بن الحباب عن حسين بن واقد قال: حدثنا عبدالله بن بريدة (قال)[١]: (دخلت)[٢] أنا وأبي على معاوية فأجلس أبي على/ السرير وأتى ٩٥/١١ بالطعام (فأطعمنا)[٣] وأتى بشراب فشرب، فقال معاوية: ما شيء كنت أستلذه وأنا شاب فآخذه اليوم إلا اللبن، فإني آخذه كما كنت (آخذه)[٤] قبل اليوم، والحديث الحسن[٥].

٣٢٥٨٧- **حدثنا** عبد الله بن نمير قال: حدثنا أبو(محلم)[٦] الهمداني عن عامر قال: أتى رجل معاوية فقال: يا أمير المؤمنين عدتك التي وعدتني؟ (قال)[٧]: وما وعدتك؟ قال: أن تزيدني مئة في عطائي، قال: ما فعلت؟ قال: بلى، قال: من يعلم ذلك؟ قال: الأسود أو ابن الأسود، قال: ما يقول هذا يا ابن الأسود؟ قال: نعم، قد زدته فأمر له بها، ثم إن معاوية ضرب بيديه إحداهما على الأخرى، فقال: ما بي، مئة زدتها رجلا، ولكن بي غفلتي: أن أزيد رجلا من المهاجرين مئة ثم أنساها، فقال له ابن الأسود: يا أمير المؤمنين فهو (آمنٌ)[٨] عليها، قال: نعم، (قال)[٩]: فوالله ما زدته شيئاً، ولكنه لا يدعوني رجل إلى خير يصيبه من ذي

---

(١) في [هـ]: (قال: قال).

(٢) في [ك]: (دخلنا).

(٣) في [ك، م]: (فطعمنا).

(٤) في [ط]: (آخذ).

(٥) حسن؛ حسين صدوق، أخرجه أحمد (٢٢٩٤١)، وابن عساكر ١٢٧/٢٧.

(٦) في [أ، ط، هـ]: (محكم).

(٧) في [ك، م]: (فقال).

(٨) في [أ، هـ]: (أمر).

(٩) سقط من: [ب، ط].

الموسوعة الحديثية

# مسند الإمام أحمد بن حنبل

(١٦٤-٢٤١هـ)

حقق هذا الجزء وخرّج أحاديثه وعلّق عليه

شعيب الأرنؤوط — عادل مرشد

جمال عبد اللطيف — سعيد اللحام

الجزء الثامن والثلاثون

مؤسسة الرسالة

حرام مشروب..

٢٢٩٤١ـ حدثنا زيد بن الحُبَاب، حدثني حُسَين، حدثنا عبد الله بن بُرَيدةَ، قال:

دخلتُ أَنا وأَبي على معاويةَ، فأَجلَسَنا على الفُرُش، ثم أُتِينا بالطَّعام، فأَكَلْنا، ثم أُتِينا بالشَّراب، فشَرِبَ معاويةُ، ثم ناوَلَ

---

= وأخرجه الدارمي (٢٨٣٥) من طريق معاوية بن هشام، وابن ماجه (٤٢٨٩)، والحاكم ١/ ٨٢، وأبو نعيم في «تاريخ أصبهان ١/ ٢٧٥ من طريق الحسين بن حفص الأصبهاني، وابن حبان (٧٤٦٠)، والحاكم ١/ ٨٢ من طريق مؤمل بن إسماعيل، والحاكم ١/ ٨٢ من طريق عمرو بن محمد العَنْقَزِي، وأبو سعيد ابن السبط في «فوائده» كما في «المداوي لعلل الجامع الصغير» ٣/ ٩٨-٩٩ من طريق عمار بن محمد، خمستهم، عن سفيان الثوري، عن علقمة بن مرثد، عن سليمان بن بريدة، عن أبيه بريدة. وقال معاوية بن هشام في روايته: «عن سليمان بن بريدة، أراه عن أبيه» هكذا على الشك في وصله.

وأخرجه مرسلاً حسين المروزي في زياداته على «الزهد» لابن المبارك (١٥٧٢) من طريق مؤمل بن إسماعيل، عن سفيان الثوري، عن علقمة بن مرثد، عن سليمان بن بريدة، عن النبي ﷺ. وأرسله أيضاً يحيى بن سعيد القطان وعبد الرحمٰن بن مهدي، عن الثوري فيما قاله الحاكم في «مستدركه» ١/ ٨٢. قلنا: لم تقع لنا روايتهما في شيء من المصادر التي بين أيدينا، فإن كان محفوظاً، فالشك في وصله وإرساله من الثوري، ويؤيد ذلك رواية معاوية بن هشام عنه المذكورة آنفاً، فإنه قال فيها: «عن سليمان بن بريدة، أراه عن أبيه» والله أعلم.

وفي الباب عن ابن مسعود، سلف برقم (٤٣٢٨)، وإسناده ضعيف، وانظر تتمة شواهده هناك.

ونزيد في شواهده هنا:

عن معاوية بن حَيْدَة عند الطبراني في «الكبير» ١٩/(١٠١٢) وفي إسناده حماد بن عيسى الجُهَني، وهو ضعيف.

حاشیہ 1.اسناده قوى..

أَبي، ثم قال: ما شَرِبتُه منذ حَرَّمَه رسولُ الله ﷺ. ثم قال معاوية: كنت أَجْملَ شبابِ قريشٍ، وأَجْوَدَه ثَغْراً، وما شيءٌ كنتُ أَجِدُ له لَذَّةً كما كنتُ أَجِدُه وأنا شابٌّ غيرَ اللَّبَن، أو إنسانٍ حسنِ الحديث يُحدِّثُني[1].

٢٢٩٤٢ـ حدثنا أَبو نُعيم، حدثنا بَشِيرُ بن المُهاجر، حدثني عبد الله بن بُرَيدةَ

عن أَبيه، قال: كنتُ جالساً عند النبيِّ ﷺ إذ جاءَه رجلٌ يقالُ له: ماعِزُ بن مالك، فقال: يا نبيَّ الله، إني قد زَنَيْتُ، وأَنا أُريدُ

---

(١) إسناده قوي، حسين ـ وهو ابن واقد المَرْوزي ـ روى له أصحاب السنن، وحديثه في مسلم متابعة وفي البخاري تعليقاً، وهو صدوق لا بأس به، وباقي رجال الإسناد ثقات رجال الصحيح.

وأخرجه ابن عساكر في «تاريخ دمشق» في ترجمة عبد الله بن بريدة ص٤١٧ من طريق عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبيه، بهٰذا الإسناد.

وأخرجه ابن أبي شيبة ١١/ ٩٤-٩٥ عن زيد بن الحُباب، به. ولفظه: دخلتُ أنا وأَبي على معاوية، فأَجْلسَ أَبي على السَّرير، وأُتِيَ بالطعام فأَطْعَمَنا، وأُتِيَ بشرابٍ فشربَ، فقال معاوية: ما شيءٌ كنت أَستلِذُّه وأنا شابٌّ فآخُذه اليومَ إلا اللَّبَنَ، فإني آخذُهُ كما كنت آخذه قبل اليوم، والحديثَ الحسَنَ.

وأخرجه ابن عساكر ص٤١٧ من طريق علي بن الحسين بن واقد، عن أبيه، به، بلفظ: دخلت مع أبي على معاوية.

وقوله: «ثم قال: ما شَرِبتُه منذ حرَّمَه رسولُ الله ﷺ» أي: معاوية بن أبي سفيان، ولعله قال ذلك لِما رأى من الكراهة والإنكار في وجه بريدة، لظنِّه أنه شرابٌ مُحرَّم، والله أعلم.

# المسند

للإمام

## أحمد بن محمد بن حنبل

١٦٤ - ٢٤١

شرحه وصنع فهارسه

## حمزة أحمد الزين

الجزء السادس عشر

من الحديث ٢١٤٠٣

إلى الحديث ٢٣٣٥٦


دار الحديث

القاهرة

روایت 22837..حرام مشروب..اسناده صحیح

البجلى حدثنى عبدالله بن بريدة عن أبيه عن النبى ﷺ يقول: قال «الكمأة دواء العين، وإن العجوة من فاكهة الجنة، وإن هذه الحبة السوداء ـ قال ابن بريدة :يعنى الشونيز الذى يكون فى الملح ـ دواء من كل داء إلا الموت».

**٢٢٨٣٥ـ حدثنا** عفان حدثنى معاذ بن هشام حدثنى أبى عن قتادة عن عبدالله بن بريدة عن أبيه أن نبى الله ﷺ قال « لا تقولوا للمنافق سيدنا فإنه/ إن يك سيدكم فقد أسخطتم ربكم عز وجل» . ٣٤٧ / ٥

**٢٢٨٣٦ـ حدثنا** عفان ثنا عبدالعزيز بن مسلم قال ثنا أبوسنان عن محارب بن دثار عن ابن بريدة عن أبيه قال : قال رسول الله ﷺ «أهل الجنة عشرون ومائة صف ، منهم ثمانون من هذه الأمة» وقال عفان مرة: «أنتم منهم ثمانون صفا»

**٢٢٨٣٧ـ حدثنا** زيد بن الحباب حدثنى حسين ثنا عبدالله بن بريدة قال: دخلت أنا وأبى على معاوية فأجلسنا على الفرش ثم أتينا بالطعام فأكلنا، ثم أتينا بالشراب فشرب معاوية ثم ناول أبى ثم قال: ماشربته منذ حرمه رسول الله ﷺ ، ثم قال معاوية:كنت أجمل شباب قريش وأجوده ثغراً وما شيء كنت أجد له لذة كما كنت أجده وأنا شاب غير اللبن أو إنسان حسن الحديث يحدثنى .

---

(٢٢٨٣٥) **إسناده صحيح** ، وقد صححه الحاكم ٣١١/٤ ووافقه الذهبى ، وهو عند أبى داود ٢٩٥/٤ رقم ٤٩٧٧ ، والبخارى فى الأدب المفرد رقم ١١٢ .

(٢٢٨٣٦) **إسناده صحيح** ، و أبو سنان هو ضرار بن مرة الشيبانى وهو أبو سنان الأكبر . وهو ثقة حديثه عند الجماعة ، ومحارب بن دثار ثقة حديثه عند الجماعة أيضاً. والحديث سبق فى ١٨٢٥٦ .

(٢٢٨٣٧) **إسناده صحيح** ، وهو ليس بحديث . ولكنه حوار بين الصحابة . وليس على الخمر فلا يختلف اثنان فى حرمتها. وإنما هو النقيع والنبيذ لأن الصحابة مختلفون فيه .

# مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

تأليف

الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان
الهيثمي المصري
المتوفى سنة ٨٠٧هـ

تحقيق
محمد عبد القادر أحمد عطا

الجزء الخامس

يحتوي على الكتب التالية:
الأطعمة - الأشربة - الطب - اللباس - الخلافة - الجهاد

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

روایت 8022...رجاله رجال الصحیح..حرام مشروب..



بعضهم يقرن، فنهى رسول الله ﷺ أن يقرن إلا بإذن أصحابه[1].

رواه البزار، وفيه عطاء بن السائب، وقد اختلط، وبقية رجاله رجال الصحيح.

٨٠١٩ - وعن أبي طلحة، أن رسول الله ﷺ نهى عن الإقران[2].

وهو في الطبراني ساقط من السماع، وفيه عمر بن رديح، ضعفه أبو حاتم، ووثقه ابن معين، وبقية رجاله ثقات.

٨٠٢٠ - وعن بريدة، قال: قال رسول الله ﷺ: «كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ الإِقْرَانِ فِي التَّمْرِ، فَإِنَّ الله قَدْ أَوْسَعَ عَلَيْكُمْ فَاقْرِنُوا»[3].

رواه الطبراني في الأوسط، والبزار، وفي إسنادهما يزيد بن بزيع، وهو ضعيف.

## ٥٨ - باب تَفْتِيش التمر

٨٠٢١ - عن ابن عمر، قال: نهى رسول الله ﷺ أن يفتش التمر عما فيه.

رواه الطبراني في الأوسط، وفيه قيس بن الربيع، وثقه شعبة، والثوري، وضعفه يحيى القطان، وبقية رجاله ثقات.

## ٥٩ - باب مَا جَاءَ فِي اللبَن

٨٠٢٢ - عن عبد الله بن بريدة، قال: دخلت مع أبي على معاوية، فأجلسنا على الفراش، ثم أتينا بالطعام فأكلنا، ثم أتينا بالشراب فشرب معاوية، ثم ناول أبي، ثم قال: ما شربته منذ حرمه رسول الله ﷺ، ثم قال معاوية: كنت أجمل شباب قريش، وأجوده ثغرًا، وما من شيء أجد له لذة كما كنت أجده وأنا شاب غير اللبن، وإنسان حسن الحديث يحدثني[4].

رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح، وفي كلام معاوية شيء تركته.

٨٠٢٣ - وعن مسلم بن جندب، قال: دخلت مع ابن عمر على ابن مطيع، فقال: السلام عليك، فقال: وعليك السلام ورحمة الله، ومرحبًا وأهلاً وسهلاً بأبي عبد

---

(١) وأورده المصنف في كشف الأستار برقم (٢٨٨٣).

(٢) أخرجه الطبراني في الكبير برقم (٤٧١٦).

(٣) أخرجه الطبراني في الأوسط برقم (٧٠٦٨)، وأورده المصنف في كشف الأستار برقم (٢٨٨٤).

(٤) أورده المصنف في زوائد المسند برقم (٤٠٤٦).

يطبع لأول مرة
مع التحقيقات الجديدة

# غاية المقصد
# في زوائد مسند الإمام أحمد

تأليف
الإمام الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي
(٧٣٥-٨٠٧هـ)

تحقيق
فضيلة الأستاذ إرشاد الحق الأثري حفظه الله
رئيس إدارة العلوم الأثرية بفيصل آباد - باكستان

قدم له
فضيلة الشيخ الدكتور وصي الله عباس حفظه الله
الأستاذ بجامعة أم القرى بقسم السنة والمدرس بالحرم المكي الشريف بمكة المكرمة

فضيلة الشيخ أبو الأشبال صغير أحمد شاغف الباكستاني حفظه الله
الباحث بقسم السنة برابطة العالم الإسلامي بمكة المكرمة

فضيلة الأستاذ العلامة محمد عزير شمس حفظه الله
محدث العصر في ديار الحضرة

الجزء الرابع

مكتبة بيت السلام
الرياض - لاهور

حاشيه 2...رجاله رجال الصحيح....حرام مشروب..



## باب مدح اللبن

٤١٤٣- حدثنا زيد بن الحباب ، حدثني حسين ، ثنا عبدالله بن بريدة ① قال: دخلت مع أبي على معاوية فأجلسنا على الفرش ، ثم أتينا بطعام فأكلنا ، ثم أتينا بالشراب فشرب معاوية ، ثم ناول أبي ثم قال معاوية: كنت أجمل شباب قريش وأجوده ثغرا وما من شيء أجد له لذة كما كنت أجده وأنا شاب غير اللبن ، والنسان حسن الحديث يحدثني. ②

## باب في عجوة المدينة

٤١٤٤- حدثنا أبوعامر ، ثنا فليح ، عن عبدالله بن عبدالرحمن يعني ابن معمر قال: حدث عامر بن سعدعن عمر بن عبدالعزيز ③ وهو أمير على المدينة: أن سعداً قال: قال رسول الله ﷺ: من أكل سبع تمرات عجوة ما ④ بين لابتي المدينة على الريق لم يضره شيء يومه ذلك شيء حتى يمسي ، قال فليح : وأظنه قال: وإن أكلها حين يمسي لم يضره حتى يصبح ، فقال عمر: انظر يا عامر ما تحدث به ⑤ عن رسول الله ﷺ فقال: أشهد ما كذبت على سعد، ولا كذب سعد على رسول الله ﷺ. ⑥

---

① كذا في المسند والمجمع وهو الصحيح كما يظهر من تهذيب الكمال أيضاً ، وفي الأصل: عبدالله بن يزيد.

② أخرجه أحمد رقم: ٢٣٣٢٩ (ج٥ ص٣٤٧) ورجاله رجال الصحيح ، وفي كلام معاوية شيء تركته ، المجمع (ج٥ ص٤٢) قلت: حسين هو ابن الواقد المروزي ، وإسناده حسن .وكلام معاوية بعد قوله: ثم ناول أبي : "ثم قال: ما شربته منذ حرمه رسول الله ﷺ"، ولعله قال ذلك لما رأى من الكراهة في وجه بريدة ، لظنه أنه شراب محرم ، والله أعلم. وأخرجه ابن أبي شيبة (ج١١ ص٩٥٠٩٤) في المصنف.

③ في الأصل: حدث عامر بن سعد عن عمر بن عبدالعزيز الخ و"عن" بينهما مقحمة.

④ في المسند: من. ⑤ ليس في المسند.

⑥ أخرجه أحمد رقم: ١٤٤٢ (ج١ ص١٦٩) ورجاله رجال الصحيح ، المجمع (ج٥ ص٤١) قلت: فليح هو ابن سليمان بن أبي المغيرة الخزاعي صدوق كثير الخطأ (التقريب) وبقية رجاله ثقات، ورواه أبوعوانة (ج٥ ص٣٩٦، ٣٩٧) من طريق القعنبي وسليمان بن بلال كلاهما عن عبدالله بن عبدالرحمن به ، ومن طريق هاشم بن هاشم عن عامر به مختصراً دون القصة وأورده الشيخ الألباني رحمه الله في الصحيحة برقم: ٢٠٠٠.

# دَلَائِلُ النُّبُوَّةِ

## وَمَعْرِفَةُ أَحْوَالِ صَاحِبِ الشَّرِيعَةِ

لأبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي

(٣٨٤ - ٤٥٨) هـ

السفر السادس

يطبع لأول مرة عن عشر نسخ خطية

وثق أصوله وخرج حديثه وعلق عليه
الدكتور عبد المعطي قلعجي

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

دار الريان للتراث

نبی(ص) نے معاویہ بن ابی سفیان کو بددعا دی.جو مقبول ہوئی..

فقلتُ : أتيتُ وهو يأكل فأرسلني[١٠] فقال : لا أشبعَ اللهُ بَطْنَهُ .

رواه مسلم في الصحيح عن إسحاق بن منصور[١١] ومن حديث أمية بن خالد ، عن شعبة عقيب حديث أنس بن مالك عن النبي ﷺ إني اشترطت على ربي فقلت إنما أنا بشر أرضى كما يرضى البشر ، فأيُّما أحدٍ دعوت عليه من أمتي بدعوة ليس لها بأهلٍ أن تجعلها له طهوراً وزكاةً وقُربةً تقرِّبه بها يوم القيامة ، وقد روي عن أبي عوانة عن أبي حمزة أنه استجيب له فيما دَعَا في هذا الحديث على معاوية ـ رحمه الله ـ .

أخبرناه أبو عبد الله الحافظ ، حدثنا علي بن حَمْشَاد ، حدثنا هشام بن علي ، حدثنا موسى بن إسماعيل ، حدثنا أبو عوانة ، عن أبي حمزة ، قال : سمعتُ ابن عباس ، قال : كنت ألعبُ مع الغلمان فإذا رسول الله ﷺ قد جاء فقلت : ما جاء إلاَّ إليَّ فاختبأتُ على باب فجاء فحطأني حَطأةً فقال : « اذهب فادعُ لي معاوية » وكان يكتب الوحي قال : فذهبت فدعوته له فقيل : إنه يأكل ، فأتيتُ رسول الله ﷺ فأخبرته فقال : « فاذهب فادْعُهُ » فأتيتهُ فقيل : إنه يأكل فأتيت رسول الله ﷺ فأخبرته فقال في الثالثة : « لا أشبعَ اللهُ بَطْنَهُ » ، قال : فما شبع بطنه » ، قال : فما شبع بطنه أبداً وروي عن هُريم عن أبي حمزة في هذا الحديث زيادة تدل على الاستجابة .

(١٠) في ( أ ) زيادة العبارة التالية : فأرسلني الثانية فأتيته وهو يأكل ، فقلت : أتيته وهو يأكل .

(١١) أخرجه مسلم في ٠ ٤٥ ـ كتاب البر والصلة والآداب (٢٥) باب مَنْ لعنه النبي ﷺ أَوْ سَبَّهُ أَوْ دَعَا عليه ، ص (٤ : ٢٠١٠).

2

# فتاویٰ علمیہ

المعروف

# توضیح الاحکام

تالیف

حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

دلائل النبوہ والی روایت کی سند صحیح ہے...





دیکھئے صحیح البخاری کتاب الجہاد (باب ۸ ح ۲۷۹۹، ۲۸۰۰)

یہ جہاد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ (کی خلافت) کے زمانے میں ہوا تھا۔

(دیکھئے صحیح البخاری، کتاب الاستئذان باب من زار قوماً فقال عندھم ح ۶۲۸۲، ۶۲۸۳) والحمدللہ

(۲۴/ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ) [الحدیث: ۲۷]

## سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب الوحی صحابی ہیں

**سوال** کیا سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا کاتب الوحی ہونا ثابت ہے؟ صحیح حدیث سے جواب دیں۔ (فضل اکبر کاشمیری)

**الجواب** امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''أخبرناه أبو عبدالله الحافظ: حدثنا علي بن حمشاد: حدثنا هشام بن علي: حدثنا موسى بن إسماعيل: حدثنا أبو عوانة عن أبي حمزة قال: سمعت ابن عباس قال: كنت ألعب مع الغلمان فإذا رسول الله ﷺ قد جاء فقلت: ماجاء إلا إلي فاختبأت على باب فجاء فحطأني حطأة فقال: اذهب فادع لي معاوية، وكان يكتب الوحي'' إلخ (دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۲۴۳)

اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ ابوحمزہ القصاب عمران بن ابی عطاء الاسدی صحیح مسلم کے راوی اور جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔ (دیکھئے میری کتاب نور العینین طبع جدید ص ۱۴۸)

اس روایت ''وکان یکتب الوحی'' اور آپ (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ) وحی لکھتے تھے، سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتبِ وحی ہونا ثابت ہے۔ والحمدللہ

تنبیہ: ابوحمزہ عن ابن عباس والی یہ روایت مختصراً صحیح مسلم (۲۶۰۴ وترقیم دارالسلام: ۶۶۲۸) میں بھی موجود ہے۔ (۵/ شعبان ۱۴۲۶ھ) [الحدیث: ۱۸]

رسالہ سیدنا معاویہ علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر.دلائل النبوہ والی روایت کی سند صحیح ہے....

ہی پہنچتی ہے؟ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں بولتے۔''

(مسند الإمام أحمد : ٩٤/٤، المعجم الكبير للطبراني : ٦٩٧/١٩، وسندهٗ حسنٌ)

③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَكَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ .

''آپ کاتب وحی تھے۔''

(دلائل النبوة للبيهقي : ٢٤٣/٦، سير أعلام النبلاء للذهبي : ١٢٣/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

④ مؤرخ اسلام، مفسر قرآن، عماد الدین، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

وَهٰذَا قَدْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ النَّاسِ قَاطِبَةً .

''معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے کاتب وحی ہونے پر اجماع ہے۔''

(البداية والنهاية : ٣٥٤/٥)

⑤ عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ خَرَجَ عَلٰى قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ : سَأُبَشِّرُكُمْ بِمَا بَشَّرَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَكُمْ، إِنَّكُمْ لَا تَجِدُونَ رَجُلًا مَنْزِلَتُهٗ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلَتِي، أَقَلَّ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، كُنْتُ خَتَنَهٗ، وَكُنْتُ فِي كِتَابِهٖ، وَكُنْتُ أَرْحَلُ لَهٗ رَاحِلَتَهٗ، وَإِنَّ رَسُولَ

قرآن میں قاتل کا انجام..... جان بوجھ کر کسی بیگناہ کو قتل کرنیوالے کیلیئے اللہ کی لعنت و دوذخ ہے((سورہ بقرہ)).. پھر اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابنِ کثیر نے احادیث نقل فرمائی ہیں اور انکی توثیق حافظ زبیر علی زئی صاحب نے حاشیہ میں فرمائی ہے..ایک حدیث بہت توجہ طلب ہے جسے حافظ زبیر علی زئی صاحب نے شواھد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے.کہ قاتل سے سوال ہو گا تم نے قتل کیوں کیا اگر وہ کہے گا کہ اللہ کیلیئے قتل کیا تو جنت ملیگی اور اگر کہے گا کسی اور کیلیئے قتل کیا تو جہنم ملیگی(تفسیر ابنِ کثیر)... عمرو بن الحمق بالاتفاق صحابی ہیں..معاویہ بن ابی سفیان کی حکومت میں انہیں شہید کیا گیا اور پھر انکے سر کو کاٹ کر معاویہ بن ابی سفیان کی بارگاہ میں بطور ھدیہ(تحفہ) پیش کیا گیا((مصنف ابنِ ابی شیبہ و الاصابہ و الاستعیاب و اسد الغابہ))...یہاں چند باتیں ذہن میں آتی ہیں..

1....حضرت عمرو بن الحمق رض کا وہ کونسا گناہ تھا کہ جسکی بنا پر انہیں اللہ کی رضا کیلیئے شہید کیا گیا..یا مثلہ کیا گیا...

2...کیا کسی کا مثلہ اسلام میں جائز ہے اگر نہیں تو پھر ایک صحابی کی گردن تن سے جدا کرنا کتنا عظیم گناہ قرار پایا....

3.....عمرو بن الحمق رض کے سر کو معاویہ بن ابی سفیان کی فوج نے تن سے جدا کیا اور زیاد کے دربار میں پیش کیا....

4....زیاد نے وہ سر معاویہ بن ابی سفیان کی بارگاہ میں بھیجا.اور یہ بطور خبر نہیں تھا بلکہ ھدیہ تھا...لیکن کیا زیاد یہ بات جانتا نہیں تھا کہ معاویہ بن

ابی سفیان نے تو علی علیہ السلام و حسن علیہ السلام کی بیعت تک نہ کی کہ پہلے ناحق بہائے ہوئے خون کا قصاص لیا جائے پھر بیعت ہو گی. اور جبتک قصاص نہ لیا جائیگا ہم یوں ہی حاکمِ وقت سے جنگ کرتے رہینگے. تو جب زیاد کو یہ بات معلوم تھی تو پھر اسنے ایک صحابی کے سر کو معاویہ بن ابی سفیان کے پاس بطور ھدیہ بھیجنے کی ہمت کیسے کی.کیا اسے معلوم نہیں تھا کہ معاویہ بن ابی سفیان ایک صحابی کی لاش کی بے حرمتی کبھی برداشت نہیں کرینگے..لہذا معلوم ہو گیا کہ زیاد اچھی طرح جانتا تھا کہ معاویہ بن ابی سفیان اس کٹے سر کو دیکھ کر خوش ہونگے.اور تحفے کسی کو خوش کرنے کیلیئے ہی دیئے جاتے ہیں.. گویا معاویہ بن ابی سفیان کا حضرت عثمان رض کے خون کے قصاص کا مطالبہ کسی شرعی دلیل و نظامِ عدل کے نفاز و ظلم کیخلاف جہاد اور صحابیت کے تقدس کیلیئے نہیں تھا بلکہ وہ صرف امامین علیہم السلام کی بیعت سے جدا رہنے کیلیئے تھا. کیونکہ بیعت کی صورت میں شام کا گورنر خلفا کیطرف سے مقرر ہوتا اور معاویہ بن ابی سفیان تقریباً بیس سال کی حکومت کے بعد ایک عام شہری قرار پاتے.. کیونکہ اگر وہ قصاص کا مطالبہ کسی دلیل کی بنیاد پر تھا اور قصاص کا حصول حاکمِ وقت علی علیہ السلام و حسن علیہ السلام.پر فرض تھا تو اب حاکمِ وقت معاویہ بن ابی سفیان تھا..اور صحابی کا قاتل معاویہ بن ابی سفیان کی فوج کا آدمی تھا اور اسنے سر کو تن سے جدا کر کے بہت ہی بھیانک و عظیم گناہ کیا تھا.اور پھر وہی سر بطور ھدیہ گورنرکیطرف سے معاویہ بن ابی سفیان کو پیش کیا جا رہا تھا..معاویہ بن ابی سفیان پر اس قصاص کو.طلب

کرنا آسان تھا کیونکہ قاتل.کی شناخت معلوم تھی اور قصاص لینے میں مزید کسی جنگ کی بھی نوبت نہ آتی...عجیب منطق ہے حضرت عثمان رض کے قاتل.کا تعین بھی نہیں اور وہ ہیں بھی کثیر و طاقتور تعداد میں مگر ان سے قصاص کیلیئے علی علیہ السلام پر جنگ مسلط کی گئی اور خود کو حکومت ملنے کے بعد صحابی کے سر کو بطور ھدیہ قبول کیا اور ماتھے پر شکن تک نہ آئی..اب دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں....

یا معاویہ بن ابی سفیان سمجھتے تھے کہ دوسرے حکمرانوں پر قصاص لینا فرض ہے جبکہ معاویہ بن ابی سفیان پر صحابیوں کا قتل و قاتلین کا تحفظ فرض تھا.....یا پھر معاویہ بن ابی سفیان سمجھتے تھے کہ صحابیوں میں صرف حضرت عثمان رض کا قتل حرام ہے باقیوں کا قتل جائز بلکہ قابلِ ثواب و مسرت ہے......اللہ ہی سمجھائے کہ یہ کیسی دو شریعتیں ہیں..جنکے پابند معاویہ بن ابی سفیان تھے اور آج انکے حامیان ہم سے ایسے ہی دو احکامات منوانا چاھتے ہیں......کہ معاویہ بن ابی سفیان پر اصحاب کا احترام اور شریعت کی پاسداری فرض نہیں تھی((مثلہ کرنے پر بازپرس نہ کی))... لیکن ہم پر صحابیت کا احترام ہے اوریہ شریعت کی پاسداری ہے اور یہ سب اسلیئے تا کہ معاویہ بن ابی سفیان کا تحفظ کیا جا سکے..یعنی جو بات خود معاویہ بن ابی سفیان نہیں مانتے تھے آج وہی بات معاویہ بن ابی سفیان کے تحفظ کیلیئے ہم سے منوائی جا رہی ہے...اب ہمیں بتایا جائے کہ صحابی عمرو بن الحمق کو آیت کلا وعد اللہ الحسنیٰ سے کس نے خارج کیا..اور اگر خارج نہیں تو پھر بتایا جائے کہ رضائے الہٰی کیلیئے انکا قتل و مثلہ.کیسے جائز قرار پایا..

# تفسیر ابن کثیر

امام المفسرین حافظ عماد الدین

ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۷۷۴ھ

۱

ترجمہ

امام العصر مولانا محمد جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ

تخریج

کامران طاہر

نائب مدیر مجلس التحقیق الاسلامی

تحقیق و نظر ثانی

حافظ زبیر علی زئی

تقریظ

ابو الحسن مبشر احمد ربانی / حافظ صلاح الدین یوسف

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ

۳۰۹۵، سرسید احمد روڈ دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ
عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ
يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ
وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝

ترجمہ: کسی مومن کو دوسرے مومن کا قتل کر دینا زیبا نہیں مگر غلطی سے ہو جائے (تو اور بات ہے) جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن کی آزادگی ہے اور مقتول کے عزیزوں کو خون بہا پہنچانا ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ کے معاف کر دیں اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم کا ہو اور ہو وہ مسلمان، تو صرف ایک مومن غلام کی گردن آزاد کرنی لازم ہے اور اگر مقتول اس قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں عہد و پیمان ہے تو خون بہا لازم ہے جو اس کے کنبے والوں کو پہنچایا جائے اور ایک مسلمان غلام کی آزادگی، پس جو نہ پائے اس کے ذمے دو مہینے کے لگاتار روزے ہیں اللہ تعالیٰ سے بخشوانے کے لئے۔ اور اللہ تعالیٰ بخوبی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔[۹۲] اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔[۹۳]

= گزر جائیں تو مشرکین سے جہاد کرو جہاں کہیں انہیں پاؤ۔ پھر ایک دوسری جماعت کا ذکر ہو رہا ہے جسے مستثنیٰ کیا ہے جو میدان میں لائے جاتے ہیں لیکن بے چارے بے بس ہوتے ہیں وہ نہ تو تم سے لڑنا چاہتے ہیں نہ تمہارے ساتھ مل کر اپنی قوم سے لڑنا پسند کرتے ہیں بلکہ وہ ایسے بیچ کے لوگ ہیں جو نہ تمہارے دشمن کہے جاتے ہیں نہ دوست۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ان لوگوں کو تم پر مسلط نہیں کیا اگر وہ چاہتا تو انہیں زور و طاقت دیتا اور ان کے دل میں ڈال دیتا کہ وہ تم سے لڑیں۔ پس اگر یہ تمہاری لڑائی سے باز رہیں اور صلح و صفائی سے یک سو ہو جائیں تو تمہیں بھی ان سے لڑنے کی اجازت نہیں۔ اسی قسم کے لوگ تھے جو بدر والے دن بنو ہاشم کے قبیلے میں سے مشرکین کے ساتھ آئے تھے جو دل سے اسے ناپسند رکھتے تھے جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قتل کو منع فرما دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ انہیں زندہ گرفتار کر لیا جائے۔ پھر ایک اور گروہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو بظاہر تو اوپر والوں جیسا ہے لیکن دراصل نیت میں بہت بل ہے، یہ لوگ منافق ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اسلام ظاہر کر کے اپنے جان مال مسلمانوں سے محفوظ کرا لیتے ہیں ادھر کفار میں مل کر ان کے معبودان باطل کی پرستش کر کے ان میں سے ہونا ظاہر کر کے ان سے ملے رہتے ہیں تاکہ ان کے ہاتھوں بھی امن میں رہیں، دراصل یہ لوگ ہیں کافر جیسے اور جگہ ہے اپنے شیاطین کے پاس تنہائی میں جا کر کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہاں بھی فرماتا ہے کہ جب کبھی فتنہ انگیزی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تو ج=

**قتل عمد کی توبہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا موقف:** قتل خطا کے بعد اب قتل عمد کا بیان ہو رہا ہے' اس کی سخت برائی اور نہایت تاکید والی ڈراونی وعید فرمائی جا رہی ہے یہ وہ گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شرک کے ساتھ ملا دیا ہے فرماتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ❶ یعنی مسلمان بندے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود ٹھہرا کر نہیں پکارتے اور نہ وہ کسی شخص کو ناحق قتل کرتے ہیں۔ دوسری جگہ فرمان ہے ﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ ❷ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے حرام کئے ہوئے کاموں کا ذکر کرتے ہوئے شرک کا اور قتل کا ذکر فرمایا ہے۔ اور بھی اس مضمون کی آیتیں بہت سی ہیں اور حدیثیں بھی اس باب میں بہت سی وارد ہوئی ہیں۔ مسلم و بخاری میں ہے ''سب سے پہلے خون کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔'' ❸ ابو داؤد میں ہے ''ایماندار نیکیوں اور بھلائیوں میں بڑھتا رہتا ہے جب تک کہ خون ناحق نہ کرے اگر ایسا کر لیا تو تباہ ہو جاتا ہے۔'' ❹ اور حدیث میں ہے ''ساری دنیا کا زوال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل سے کم درجے کا ہے۔'' ❺ اور حدیث میں ہے ''اگر تمام روئے زمین کے اور آسمان کے لوگ کسی ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے۔'' ❻ اور حدیث میں ہے ''جس شخص نے کسی مسلمان کے قتل پر آدھے کلمہ سے بھی اعانت کی وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ شخص اللہ کی

❶ ۲۵/ الفرقان:۶۷۔ ❷ ۶/ الانعام:۱۵۱۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب القصاص یوم القیامة، ۶۵۳۳؛ صحیح مسلم، ۱۶۷۸۔

❹ ابوداود، کتاب الفتن، باب فی تعظیم قتل المؤمن، ۴۲۷۰، وسندہ صحیح۔

❺ ترمذی، کتاب الدیات، باب ماجاء فی تشدید قتل المؤمن، ۱۳۹۵؛ وھو حسن، نسائی، ۳۹۹۲۔

❻ ترمذی، ابواب الدیات، باب الحکم فی الدماء، ۱۳۹۸، وسندہ ضعیف یزید رقاشی ضعیف راوی ہے۔







رحمت سے محروم ہے۔'' ❶

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تو قول ہے کہ جس نے مؤمن کو قصداً قتل کیا اس کی توبہ قبول ہی نہیں۔ اہل کوفہ جب اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں تو ابن جبیر رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر دریافت کرتے ہیں' آپ فرماتے ہیں یہ آخری آیت ہے جسے کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا' ❷ اور آپ فرماتے ہیں کہ دوسری آیت ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ﴾ جس میں توبہ کا ذکر ہے وہ اہل شرک کے بارے میں نازل ہوئی ہے' ❸ لیکن جبکہ کسی شخص نے اسلام کی حالت میں کسی مسلمان کو غیر شرعی وجہ سے قتل کیا اس کی سزا جہنم ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے جب یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان ہوا تو فرمانے لگے مگر جو نادم ہو۔ ❹ سالم بن ابو الجعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب نابینا ہو گئے تھے ایک مرتبہ ہم ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جو ایک شخص آیا اور آپ کو آواز دے کر پوچھا کہ اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جس نے کسی مؤمن کو جان بوجھ کر مار ڈالا۔ آپ نے فرمایا اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہے اور اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اس کے لئے عذاب عظیم تیار ہے اس نے پھر پوچھا اگر وہ توبہ کرے نیک عمل کرے اور ہدایت پر جم جائے تو؟ فرمانے لگے اس کی ماں اسے روئے اسے توبہ اور ہدایت کہاں' اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے میں نے تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ''اس کی ماں اسے روئے جس نے مؤمن کو جان بوجھ کر مار ڈالا ہے وہ قیامت کے دن اسے دائیں یا بائیں ہاتھ سے تھامے ہوئے رحمان کے عرش کے سامنے آئے گا' اس کی رگوں میں خون اچھل رہا ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ اے اللہ اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا۔'' اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک اسے منسوخ کرنے والی کوئی آیت نہیں اتری۔ اور روایت میں اتنا اور بھی ہے کہ نہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی وحی اترے گی۔ ❺ حضرت زید بن ثابت' حضرت ابوہریرہ' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن' عبید بن عمیر' قتادہ' ضحاک رحمہم اللہ' بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خیال کے ساتھ ہیں۔ ابن مردویہ میں ہے کہ مقتول اپنے قاتل کو پکڑ کر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے لائے گا' دوسرے ہاتھ سے اپنا سر اٹھائے ہوئے ہوگا اور کہے گا اے میرے رب اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا؟ قاتل کہے گا' پروردگار اس لئے کہ تیری عزت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا پس یہ میری راہ میں ہے۔ دوسرا مقتول بھی اپنے قاتل کو پکڑے ہوئے لائے گا اور یہی کہے گا۔ قاتل جواباً کہے گا اس لئے کہ فلاں کی عزت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے اس کا گناہ وہ لے کر لوٹا۔ پھر اسے آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ جس گڑھے میں ستر سال تک تو نیچے ہی چلا جائے گا۔ ❻

❶ ابن ماجه، أبواب الديات، باب التغليظ فی قتل مسلم ظلم، ۲۶۲۰، وسندہ ضعیف یزید بن زیاد متروک راوی ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة النساء، ﴿من قتل مؤمنا متعمدا﴾ ۴۵۹۰؛ صحیح مسلم، ۳۰۲۳۔

❸ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة الفرقان باب قوله تعالی ﴿الا من تاب وامن﴾ ۴۷۶۶؛ صحیح مسلم، ۳۰۲۳۔

❹ صحیح بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه من المشرکین بمکة، ۳۸۵۵۔

❺ الطبری، ۱۰۱۹۳؛ أحمد، ۱/ ۲۴۰؛ نسائی، کتاب القسامة، باب ما جاء فی کتاب القصاص، ۴۸۷۰؛ ابن ماجه، ۲۶۲۱؛ یہ روایت شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

❻ ابن مردویه وسنده ضعیف؛ النسائی، ۴۰۰۲ بلفظ آخر وسنده ضعیف وهو صحیح بالشواهد۔

# المصنف لابن أبي شيبة

الإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي

المولود سنة ١٥٩ هـ - والمتوفى سنة ٢٣٥ هـ


تقديم معالي الشيخ

ناصر بن عبد العزيز أبو حبيب الشثري

تحقيق

أ. د. سعد بن ناصر بن عبد العزيز أبو حبيب الشثري


## المجلد الثامن عشر

تتمة كتاب الفضائل، كتاب السير

( ٣٤٠٩١ - ٣٥٩٧٢ )


دار كنوز إشبيليا للنشر والتوزيع

روایت 35865..پہلا سر ھدیہ میں معاویہ کو بھیجا گیا..حکم حاشیہ8.



## [١٧٧] في حمل الرءوس

٣٥٨٦٢- **حدثنا** أبو أسامة عن (أبي عقيل)[١] قال: ثنا أبو نضرة قال: لقي رسول الله ﷺ (العدو)[٢] ذات يوم فقال لأصحابه: (من جاء)[٣] منكم برأس فله على الله ما تمنى[٤].

٣٥٨٦٣- حدثنا حفص بن غياث عن أشعث عن عدي بن ثابت عن البراء ابن عازب قال: بعث رسول الله ﷺ إلى رجل/تزوج امرأة أبيه فأمره أن يأتيه برأسه[٥]. ٥١٥/١٢

٣٥٨٦٤- حدثنا عيسى بن يونس عن أبيه عن أبي إسحاق عن أبي عبيدة (عن أبيه)[٦] قال: اشتركنا يوم بدر أنا وسعد وعمار فجاء سعد برأسين[٧].

٣٥٨٦٥- **حدثنا** شريك عن أبي إسحاق عن هنيدة بن خالد الخزاعي قال: إن أول رأس أهدي في الإسلام رأس ابن الحمق أهدي إلى معاوية[٨].

---

(١) في [هـ]: (ابن عقبة).

(٢) سقط من: [أ، ب].

(٣) سقط من: [أ، ب].

(٤) مرسل؛ أبونضرة تابعي.

(٥) صحيح، أخرجه أحمد (١٨٥٧٩)، وسبق برقم [٣٥٨٥٧].

(٦) سقط من النسخ، وسيأتي برقم [٣٩٤٥٩] و[٣٩٤٦١] بإثبات هذه اللفظة.

(٧) منقطع؛ أبوعبيدة لا يروي عن أبيه، أخرجه النسائي (٤٦٧١)، وأبوداود (٣٣٨٨)، وابن ماجه (٢٢٨٨)، والطبراني (٢٩٧)، وابن عساكر ٣٢١/٢٠، والدارقطني ٣٤/٣، والبيهقي ٧٩/٦.

(٨) حسن؛ هنيدة بن خالد صدوق.

# كتاب الأوائل

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني
المتوفى سنة ٣٦٠هـ

تحقيق وتخريج
محمد شكور بن محمود الحاجي امرير

مؤسسة الرسالة          دار الفرقان

## باب أول من أهدي في الإسلام

٧٨ ـ حدثنا إبراهيم بن شريك الأسدي، حدثنا شهاب بن عباد، حدثنا شريك، عن أبي إسحاق، عن هنيدة بن خالد الخزاعي قال:

« أول رأس أهدي في الإسلام رأس عمرو بن الحمق، أهدي إلى معاوية ».

★ الإسناد: إسناد حسن رجاله ثقات غير شهاب بن عباد. قال الدارقطني: صدوق زائغ[٣٠٨].

وأخرج أبو هلال العسكري بسنده عن أبي الحسن: أن أول رأس ثقف[٣٠٩] في الإسلام وأرسل إلى معاوية هو رأس محمد بن أبي بكر من مصر[٣١٠] ثم قال: وقالوا: أول رأس حمل في الإسلام رأس عمرو بن الحمق. قالوا: لما قتل علي رضي الله عنه بعث معاوية في طلب عمرو بن الحمق، ففاته، فأخذ امرأته فحبسها، ثم ظفر عبد الرحمن بن الحكم بعمرو فقتله، وبعث رأسه إلى معاوية، فكان أول رأس حمل في الإسلام، قال أبو هلال: فإن كان حمل رأس ابن أبي بكر صحيحاً فهو الأول[٣١١].

---

(٣٠٨) ميزان الاعتدال.

(٣٠٩) ثقف: طعن، والمراد حمل رأسه على رمح وأرسله إلى معاوية.

(٣١٠) الأوائل (ص ٢٣٢).

(٣١١) الأوائل (ص ٢٣٤).

# الاستيعاب امام ابنِ عبد البر. حالات عمرو بن الحمق

امرأته، قال: تالله ما ترك رسول الله صلى الله عليه وسلم عند موته ديناراً ولا درهماً، ولا عبداً ولا أمةً ولا شيئاً إلا بغلته البيضاء وسلاحه، وأرضاً تركها صدقة.

## عمرو بن حريث بن عمرو

بن عثمان بن عبد الله بن عمرو بن مخزوم القرشي المخزومي يكنى أبا سعيد، رأى النبي صلى الله عليه وسلم وسمع منه، مسح برأسه، ودعا له بالبركة وخط له بالمدينة داراً بقوس .

وقيل: قبض النبي صلى الله عليه وسلم وهو ابن اثنتي عشرة سنة. نزل الكوفة وابتنى بها داراً وسكنها. وولده بها، وزعموا أنه أول قرشي اتخذ بالكوفة داراً، وكان له فيها قدر وشرف وكان قد ولي إمارة الكوفة.

ومات بها سنة خمس وثمانين، وهو أخو سعيد بن حريث.

من حديث عمرو بن حريث عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه رآه يصلي في نعلين مخصوفتين.

## عمرو بن حزم بن زيد

بن لوذان الخزرجي البخاري، من بني مالك بن النجار. من ينسبه في بني مالك بن النجار يقول: عمرو بن حزم بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالك بن النجار الأنصاري: ومنهم من ينسبه في بني مالك بن جشم بن الخزرج. ومنهم من ينسبه في بني ثعلبة بن زيد بن مناة بن حبيب بن عبد حارثة بن مالك. أمه من بني ساعدة، يكنى أبا الضحاك، لم يشهد بدراً فيما يقولون. أول مشاهده الخندق، واستعمله رسول الله صلى الله عليه وسلم على أهل نجران، وهم بنو الحارث بن كعب وهو ابن سبع عشرة سنة ليفقههم في الدين ويعلم القرآن ويأخذ صدقاتهم، وذلك سنة عشر بعد أن بعث إليهم خالد بن الوليد فأسلموا وكتب له كتاباً فيه الفرائض والسنن والصدقات والديات .

ومات بالمدينة سنة إحدى وخمسين. وقيل: سنة ثلاث وخمسين. وقد قيل: إن عمرو بن حزم توفي في خلافة عمر بن الخطاب رضي الله عنه بالمدينة. وروى عن عمرو بن حزم ابنه محمد. وروى عنه أيضاً النضر بن عبد الله السلمي، وزياد بن نعيم الحضرمي.

## عمرو بن الحكم القضاعي

ثم القيني بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم عاملاً على بني القين. لا أعرفه بغير ذلك، فلما ارتد بعض عمال قضاعة كان عمرو بن الحكم وامرؤ القيس بن الأصبغ ممن ثبت على دينه .

## عمرو بن الحمق بن الكاهن

بن حبيب الخزاعي، من خزاعة عند أكثرهم. ومنهم من ينسبه فيقول: هو عمرو بن الحمق، والحمق هو سعد بن كعب، هاجر إلى النبي صلى الله عليه وسلم بعد الحديبية. وقيل: بل أسلم عام حجة الوداع، والأول أصح. صحب النبي صلى الله عليه وسلم وحفظ عنه أحاديث، وسكن الشام، ثم انتقل إلى الكوفة فسكنها. وروى عنه جبير بن نفير ورفاعة بن شداد وغيرهما. وكان ممن سار إلى عثمان. وهو أحد الأربعة الذين دخلوا عليه الدار فيما ذكروا ثم صار من شيعة علي رضي الله عنه، وشهد معه مشاهده كلها: الجمل، والنهروان، وصفين، وأعان حجر بن عدي، ثم هرب في زمن زياد إلى الموصل، ودخل غاراً فنهشته حية فقتلته، فبعث إلى الغار في طلبه، فوجد ميتاً، فأخذ عامل الموصل رأسه، وحمله إلى زياد فبعث به زياد إلى معاوية، وكان أول رأس حمل في الإسلام من بلد إلى بلد. وكانت وفاة عمرو بن الحمق الخزاعي سنة خمسين.

وقيل: بل قتله عبد الرحمن بن عثمان الثقفي عم عبد الرحمن بن أم الحكم سنة خمسين .

## عمرو بن خارجة بن المنتفق

سلیس، بامحاورہ، جدید ترجمہ اور حواشی کے ساتھ

آٹھ ہزار صحابہ کرامؓ کا بے مثال انسائیکلوپیڈیا

# اُسد الغابۃ

# فی

# معرفۃ الصحابۃ

حصہ پنجم




مصنف

عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

تسہیل، ترتیب و ترجمہ جدید

مولانا مفتی نور الاسلام حقانی
فاضل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا محمد امجد
فاضل وفاق المدارس
فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

حافظ قاری اعجاز احمد اعجاز
فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مقدمہ

طالب الہاشمی



المیزان ناشران و تاجران کتب

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان

## ۳۹۰۶۔حضرت عمروؓ بن حمق خزاعی

حضرت عمروؓ بن حمق بن کاہن بن حبیب بن عمرو بن قین بن زراح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو بن ربیعہ خزاعی۔انہوں نے نبیؐ کی طرف بعد حدیبیہ کے ہجرت کی تھی اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ حجۃ الوداع کے سال اسلام لائے تھے مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے نبیؐ کی صحبت میں رہے تھے اور آپ سے احادیث حفظ کی تھیں۔کوفہ میں رہتے تھے اور پھر مصر میں چلے گئے تھے یہ ابونعیم کا قول ہے اور ابوعمر نے کہا ہے کہ یہ شام میں رہتے تھے بعد اس کے کوفہ میں چلے گئے تھے اور وہیں رہتے تھے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ مصر سے کوفہ گئے تھے۔ان سے جبیر بن نفیر اور رفاعہ بن شداد قتبانی وغیرہما نے روایت کی ہے۔ہمیں ابومنصور بن مکارم بن احمد مودب نے اپنی سند ابوزکریا یعنی یزید بن ایاس تک پہنچا کر خبر دی کہ وہ کہتے تھے ہم سے ابن ابی حفص نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے علی بن حرب نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے حکم بن موسیٰ نے یحییٰ بن حمزہ سے انہوں نے اسحاق بن ابی فروہ سے انہوں نے یوسف بن سلیمان سے انہوں نے اپنی دادی ناشرہ سے انہوں نے عمرو بن حمق سے روایت کر کے بیان کیا کہ انہوں نے (ایک مرتبہ) نبیؐ کو پانی پلایا تھا تو آپ نے یہ دعا دی کہ یا اللہ ان کے شباب سے بر سرفراز کر چنانچہ ان کی عمر اسی ۸۰ برس کی تھی اور ان کی داڑھی میں



ایک بال بھی سفید نہ تھا۔یہ ان چار آدمیوں میں سے تھے جو حضرت عثمان کے گھر میں کودے تھے اور بعد شہادت حضرت عثمان شیعہ علی میں شامل ہو گئے تھے اور حضرت علی کے ساتھ ان کے تمام غزوات جمل اور صفین اور نہروان میں شریک تھے انہوں نے بن عدی کی اعانت کی تھی اور ان کے اصحاب میں سے تھے ان کو زیاد کی طرف سے ایسا خوف ہوا کہ وہ عراق چلے گئے تھے اور ایک قریب کے غار میں مخفی ہو گئے تھے پس حضرت معاویہ نے اپنے عامل کو جو موصل میں تھا لکھ بھیجا کہ عمرو کو میرے پاس بھیج دو اس نے ایک شخص کو بھیجا کہ غار سے ان کو پکڑ لائے وہ آدمی جو گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ مردہ پڑے ہیں ان کو سانپ نے کاٹ لیا موصل کے عامل اس وقت عبدالرحمٰن بن حکم تھے جو حضرت معاویہ کی بہن کے بیٹے تھے۔

ہمیں ابومنصور بن مکارم نے اپنی سند ابوزکریا تک پہنچا کر خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں اسمٰعیل بن اسحاق نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھ سے علی بن مدینی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے سفیان نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم نے عمار دہنی سے سنا وہ کہتے تھے سب سے پہلا سر مسلمان کا جو کاٹ کے بھیجا گیا وہ عمرو بن حمق کا سر تھا جو حضرت معاویہ کے پاس بھیجا گیا۔سفیان کہتے تھے حضرت معاویہ کا حکم صرف اسی قدر تھا کہ عمرو بن حمق کو گرفتار کر لاؤ مگر جب لوگوں نے دیکھا کہ ان کو سانپ نے کاٹ لیا یہ خیال ہوا کہ حضرت معاویہ کو اس بات کا یقین نہ آئے گا تو ان کا سر کاٹ کے بھیج دیا ابوزکریا کہتے تھے کہ مجھ سے عبد مغیرہ قریشی نے حکم بن موسیٰ سے انہوں نے یحییٰ بن حمزہ سے انہوں نے اسحاق بن ابی فروہ سے انہوں نے یوسف بن سے انہوں نے اپنی دادی سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ کہتی تھیں عمرو بن حمق کے نکاح میں آمنہ بنت شرید تھیں معاویہ نے ان کو دمشق کے قید خانہ میں قید کر دیا تھا جب عمرو بن حمق کا سر آیا تو ان کے پاس بھیجا گیا اور ان کی گود میں گیا یہ حال دیکھ کر ان کی حالت بہت خراب ہو گئی انہوں نے وہ سر اپنی گود میں رکھا اور ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور ان پر بوسہ دیا اور کہا کہ تم لوگوں نے اس (ہمدم رفیق) کو مجھ سے بہت دنوں تک جدا رکھا پھر اب تم نے ان کا سر میرے پاس میں بھیجا کیا عمدہ تحفہ ہے جو کسی طرح واپس نہیں کیا جا سکتا اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ (ان کا انتقال نہیں ہوا تھا) بلکہ تھے نقل و حرکت کی ان میں طاقت نہ تھی رفاعہ بن شداد بھی ان کے ساتھ تھے انہوں نے رفاعہ سے کہہ دیا کہ تم چلے جاؤ کہ تم بھی میرے ساتھ گرفتار ہو جاؤ اس کے بعد عمرو کا سر کاٹ کر حضرت معاویہ کے پاس شام بھیج دیا گیا ان کا قتل ۵۰ھ میں ہوا تھا ہمیں عبدالوہاب بن ہبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن احمد سے نقل کر کے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے عبد نمیر نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے عیسیٰ قاری یعنی ابوعمر نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے سدی نے رفاعہ بن شداد قتبانی کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں مختار کے پاس گیا تو اس نے ایک تکیہ میرے قریب ڈال دیا اور (دوسرے تکیہ کی اشارہ کر کے) کہا کہ اگر (یہ بدنصیب آخر میں دعویٰ نبوت بھی کرنے لگا تھا کہتا تھا کہ جبریل میرے پاس وحی لے آتے ہیں۔) میرے بھائی جبریل اس تکیہ کے پاس نہ بیٹھے تو میں یہ تکیہ تمہارے پاس رکھ دیتا (یہ کلمہ سن کر مجھے ایسا غصہ آیا کہ میں نے ارادہ کیا کہ اس کی گردن مار دوں پھر میں نے اس سے ایک حدیث بیان کی جو مجھ سے عمرو بن حمق نے بیان کی تھی

# الاصابہ فی تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو)

## (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)

جلد ۴



تالیف
حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ رحمانیہ
اقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

## ۵۸۴۰ عمرو بن الحمق ✿

ابن کامل بقول بعض الکاہن بن حبیب بن عمرو بن القین بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی کعبی ۔ بقول ابن السکن یہ صحابی ہیں ۔ ابو عمر لکھتے ہیں: ✿ حدیبیہ کے بعد ہجرت کی ۔ بقول بعض: حجۃ الوداع کے بعد اسلام لائے، جبکہ پہلا قول صحیح ہے ۔ ✿

میں کہتا ہوں: طبرانی نے بطریق صخر بن حکم، انہوں نے اپنے چچا سے بحوالہ عمرو بن حمق روایت کی ہے، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی، ایک دفعہ میں آپ کے پاس تھا.... پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا واقعہ نقل کیا۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ حاکم ابواحمد کی کتاب ''الکنی'' میں ابوداؤد مازنی کے حالات میں بطریق اموی عن ابن اسحاق جو روایت لکھی ہے اس کا تقاضا یہ ہے عمرو بن الحمق بدر میں شریک ہوئے۔ اور ابواسحاق بن ابی فروہ سے جو ایک ضعیف راوی ہے، مروی ہے کہ ہم سے یوسف بن سلیمان نے اپنے دادا معاویہ کے واسطے سے بحوالہ عمرو بن حمق نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پینے کے لیے دیا تو آپ نے انہیں دعا دی: ''اے اللہ! اسے اپنی جوانی سے بہرہ مند فرما'' ۔ چنانچہ ان کی عمر اسی (۸۰) سال ہوگئی پھر بھی ایک سفید ✿ بال نہیں دیکھا۔ یعنی انہوں نے اسی (۸۰) سال کا عرصہ مکمل کیا نہ یہ کہ اس کے بعد اسی (۸۰) سال زندہ رہے۔ ابوعمر ✿ لکھتے ہیں: شام میں رہائش تھی

✿ اسد الغابہ (۳۹۰۵) تجرید (۱/۴۰۵) ✿ اسد الغابہ (۳/۳۶۷)

✿ اسد الغابہ (۳۹۰۶) استیعاب (۱۹۳۱) تجرید (۱/۴۰۵) ✿ استیعاب (۳/۲۵۷)

✿ مختصر تاریخ دمشق (۱۹/۲۰۱) ✿ جامع المسانید (۹/۵۷۱) مختصر تاریخ دمشق (۱۹/۲۰۲)

✿ استیعاب (۳/۲۵۷)



پھر کوفہ رہنے لگے تھے۔

پھر حضرت عثمان کے مخالفین کے ساتھ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تمام جنگوں میں شریک رہے اس کے بعد مصر آ گئے۔ طبرانی اور ابن قانع بطریق عمیرہ بن عبداللہ المعافری وہ اپنے والد سے کہ انہوں نے عمرو بن الحمق کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتنوں کا ذکر سنا تھا جس میں محفوظ عربی لشکر ہوگا اس لئے میں تمہارے پاس مصر آ گیا۔ نسائی اور ابن ماجہ ✿ نے بروایت رفاعہ بن سواد بحوالہ ان کے یہ حدیث ''جس شخص نے کسی کو اس کے خون کا امن دیا پھر اسے قتل کر دیا تو میں قاتل سے بری اگرچہ مقتول کافر ہو'' نقل کی ہے۔ نیز ان سے عبداللہ بن عامر المعافری، جبیر بن نفیر حضرمی اور ابومنصور مولیٰ انصار روایت کرتے ہیں۔ طبری ابومخنف سے نقل کرتے ہیں کہ یہ حجر بن عدی کے معاونین میں سے تھے جب زیاد نے حجر بن عدی کو گرفتار کر لیا اور انہیں ان کے ساتھیوں سمیت شام بھیج دیا تو عمرو بن الحمق (موصل) بھاگ گئے۔

میں کہتا ہوں: ابن حبان ✿ کا بیان ہے وہ موصل روانہ ہوگئے تھے اور ایک غار میں روپوش ہوگئے، جہاں انہیں ایک سانپ نے ڈس لیا۔ موصل کے گورنر نے سر کاٹ کر زیاد کے پاس بھیج دیا جو زیاد نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیا۔ یہ ۵۰ھ کا واقعہ ہے۔ خلیفہ فرماتے ہیں: ۵۱ھ کا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عثمان ثقفی نے قتل کیا اور ان کا سر روانہ کر دیا۔ بقول بعض: ۶۳ھ واقعۂ حرہ تک زندہ رہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ایک قول ہے: امیر معاویہ نے ان کی تلاش میں لوگ بھیجے جب یہ گرفتار ہوگئے تو مارے دہشت کے ان کا انتقال ہوگیا تو فرستادہ گروہ نے تہمت سے بچنے کے لیے ان کا سر کاٹ لیا اور ان کی طرف روانہ کر دیا پھر عمدہ سند کے ذریعہ ابواسحاق سبیعی بحوالہ ہنیدۃ خزاعی روایت کی ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا سر جو بطور ہدیہ بھیجا گیا وہ عمرو بن الحمق کا سر تھا، جسے زیاد نے امیر معاویہ کے پاس بھیجا تھا۔

قرآن میں فاسقین کا حکم ....سورہ توبہ آیت 80..آپ)ص (انکیلیئے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں اگر آپ (ص )نے ستر بار بھی انکیلیئے استغفار کی اللہ انھیں ہر گز معاف نہیں کریگا. ....اس آیت کے ذیل میں ایک بات نہایت توجہ طلب ہے.معاویہ بن ابی سفیان کے محبین انکے فضائل میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں.جو سنن ترمذی میں ہے کہ نبی(ص )نے فرمایا اے اللہ معاویہ کو ھادی و مہدی بنا(ترمذی .. )اس حدیث کو صحیح تسلیم کرنے سے کن کن محدثین نے انکار کیا اسکا ایک شمہ سابقہ مضمون میں پیش کر دیا گیا.اور یہاں بھی ایک مزید حوالہ پیشِ خدمت ہے.لیکن جن حضرات کی ضد ہے.کہ یہ حدیث صحیح ہے اللہ کے نبی(ص )نے معاویہ بن ابی سفیان کے حق میں دعا فرمائی تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا معاویہ بن ابی سفیان ھادی و مہدی بن گئے.حدیثِ متواتر ہے کہ عمار بن یاسر(رض )کو ایک باغی جماعت شہید کریگی جو جہنم کیطرف دعوت دے رہے ہونگے.اب یہ بات واضح ہے کہ ھادی و مہدی باغی نہیں ہو سکتا جہنم کیطرف دعوت دینے والا نہیں ہو سکتا.اور مزید معاویہ بن ابی سفیان کے کردار و افکار کی ایک جھلک سابقہ و اس مضمون میں پیش کر دی گئی. تو پھر ہم عبداللہ یوسف علی کا حاشیہ اس سورہ توبہ کی آیت کے زیل میں پڑھتے ہیں.کہ جب اللہ نے فرمایا کہ اللہ فاسقین کو ہدایت نہیں دیتا تو عبداللہ یوسف علی صاحب فرماتے ہیں.اسمیں دھمکی ہے ان لوگوں کیلیئے جو اللہ کے راستہ کی مخالفت کرتے ہیں.رسول اللہ(ص )فطرتاً رحمت سے پُر تھے.انھوں نے اپنے دشمنوں کیلیئے بھی دعائیں کیں.مگر وہ رد ہو

گئیں کیونکہ وہ دشمن اللہ کی تردید کیا کرتے تھے ...............تو اگر دعا ثابت ہو جائے اور پھر معاویہ بن ابی سفیان کا باغی ہونا تواتر سے ثابت ہے اس طرح اس آیتِ مجیدہ کی و حاشیہ کی رو سے معاویہ بن ابو سفیان ......فاسق قرار پائے.کیونکہ فاسقین کو اللہ ہدایت نہیں دیتا

اوپر تمام گفتگو سے واضح ہو گیا کہ معاویہ بن ابی سفیان بنصِ قرآن و حدیث و آثار سے متقی قرار نہیں پاتے.جب متقی قرار نہ پائے تو اوپر سورہ حجر کی آیت کے ضمن میں معاویہ بن ابی سفیان کو نہیں لایا جا سکتا کہ انکے اور علی علیہ السلام کے مابین جو کدورت تھی اسے ختم کر دیا جائے اوروہ.دونوں آمنے سامنے جنت میں تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے...چونکہ یہ بشارت متقیوں کیلیئے تھی لہذا معاویہ بن ابی سفیان اس بشارت سے خارج قرار پائے..
سورہ حجر کی اس آیت کے تحت ایک بات قابلِ غور ہے کہ اس آیت میں صحابیت کی تخصیص نہیں ہے بلکہ ایک عام بات بیان ہو رہی ہے.تو کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ دنیا کا ہر ظالم و مظلوم ہر قاتل و مقتول جنت میں ایکدوسرے کے آمنے سامنے بیٹھا ہو گا..یعنی اسطرح کیا حضرت عثمان رض کا قاتل بھی جنت میں انکے سامنے بیٹھا ہو گا...یقیناً یہ بات روحِ قرآن و حدیث کیخلاف ہے.......

اور اس آیت پر کئی روایات ابنِ کثیر نے نقل کی ہیں..جنمیں علی علیہ السلام نے حضرت طلحہ رض و زبیر رض و حضرت عثمان رض کا نام لیکر اس آیت کی تلاوت فرمائی..لیکن کسی ایک روایت میں بھی معاویہ بن ابو

سفیان کا نام نہیں لیا..تو اس صورت میں انھیں اس آیت میں شامل نہیں کیا جا سکتا....بلکہ اس کے برعکس قنوتِ نازلہ معاویہ بن ابو سفیان کیلیئے پڑھی. اور ایک روایت حافظ ابنِ کثیر نے یہ نقل فرمائی کہ یہ آیت بدریوں کے حق میں نازل ہوئی اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کیا جائے تو معاویہ بن ابو سفیان اس آیت سے خارج قرار پاتے ہیں کیونکہ وہ بدری نہیں ہیں...

# دَفْعُ شُبَهِ التَّشْبِيهِ بِأَكُفِّ التَّنْزِيهِ

تأليف الإمام الحافظ

أبو الفرج عبد الرحمن بن الجوزي الحنبلي

المتوفى سنة ٥٩٧ هـ

حققه وقدم له

العلامة السيد حسن بن علي السقاف


دار الإمام الرواس

بيروت - لبنان

حرام مشروب والی روایت صحیح..نبی(ص) کی دعا والی ضعیف.

مال له».

قلت: وفي مسند الإمام أحمد (٣٤٧/٥) بسندٍ رجاله رجال مسلم عن عبدالله بن بريدة قال: «دخلت أنا وأبي على معاوية فأجلسنا على الفرش ثم أتينا بالطعام فأكلنا ثم أُتينا بالشراب فشرب معاوية، ثم ناول أبي ثم قال: ما شربته منذ حرّمه رسول الله ﷺ...»!!!

قلت: وأما حديث الترمذي (٣٨٤٢) من طريق سعيد بن عبدالعزيز عن ربيعة بن يزيد عن عبدالرحمن بن أبي عميرة عن النبي ﷺ أنه قال لمعاوية: «اللهم اجعله هادياً مهدياً واهد به» فحديث ضعيف ومضطرب لا تقوم به حجة، لا سيما واسحاق بن راهويه يقول:

«لا يصح عن النبي ﷺ في فضل معاوية شيء»

قلت: سعيد بن عبدالعزيز اختلط كما قال أبومسهر الراوي عنه في هذا الحديث، وكذا قال أبوداود ويحيى بن معين كذا في «التهذيب» (٥٤/٤) للحافظ ابن حجر.

وكذا عبدالرحمن ابن أبي عميرة، لم يسمع هذا الحديث من النبي ﷺ كما في «علل الحديث» للحافظ ابن أبي حاتم (٣٦٢/٢ - ٣٦٣) نقلاً عن أبيه الحافظ أبي حاتم الرازي. فهذا حديث معلول بنص الحافظ السلفي أبي حاتم.

قلت: ولو ثبت لابن أبي عميرة صحبة فهذا الحديث بالذات نص أهل الشأن على أنه لم يسمعه من النبي ﷺ، كما في «علل الحديث» لابن أبي حاتم.

وقد نص ابن عبدالبر أنّ عبدالرحمن هذا: «لا تصح صحبته، ولا يثبت إسناد حديثه» كما في ««تهذيب التهذيب» (٢٢٠/٦ دار الفكر).

وأما قول الترمذي فيه «حسن غريب» فقد قدّمنا أن الحافظ ابن حجر قال في «النكت على ابن الصلاح» إن الترمذي يعني بالحسن الغريب: الضعيف.

قلت: ومن الغريب العجيب أنّ محدّث الصحف والأوراق!!! المتناقض ادّعى في ««صحيحته» (٦١٥/٤ - ٦١٨) أنّ هذا الحديث صحيح لأنّ سعيد بن عبدالعزيز متابع فيه، ولم يصدق!! فقد أورده من أربعة طرق كلها فيها سعيد بن عبدالعزيز، فهي لا تغني ولا تسمن من جوع، لأنها عادت طريقاً واحداً لا غير تَنْصَبُّ فيها العلل التي قدّمناها، ثم زاد في نغمة طنبوره!! فقال ذاك المتناقض!!! بعد أن ذكر طريقاً أخرى يرويها عمرو بن واقد،

وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

*For Allah will turn (in mercy) to whom He will; and Allah is the All-Knowing, All-Wise.*

# Quran English Translation & Commentary

*By*

*Abdullah Yusuf Ali*

# *Al Tawbah*

# التوبة

## Introduction and Summary

Logically this Surah follows up the argument of the last Surah 8, and indeed may be considered a part of it, although chronologically the two are separated by an interval of seven years.

We saw that Surah 8 dealt with the large questions arising at the outset of the life of a new Ummah or organized nation; question of defence under attack, distribution of war acquisitions after victory, the virtues needed for concerted

تبصره.. c1334 ...

...سَخِرَ اللّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (٧٩)

Allah will throw back their ridicule on them:

and they shall have a grievous penalty.

اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لاَ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ...

80. Whether thou ask for their forgiveness or not, (their sin is unforgivable):

...سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللّهُ لَهُمْ...

if thou ask seventy times for their forgiveness, Allah will not forgive them:

**C1334.** An awful warning for those who actively oppose the Cause of Allah.

The Holy Prophet was by nature full of mercy and forgiveness. He prayed for his enemies. But in such a case even his prayers are nullified by their attitude of rejecting Allah.

...ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّهِ وَرَسُولِهِ...

because they have rejected Allah and His Messenger;

...وَاللّهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (٨٠)

and Allah guideth not those who are perversely rebellious.

## Section 11

فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلاَفَ رَسُولِ اللّهِ...

81. Those who were left behind (in the Tabuk expedition) rejoiced in their inaction behind the back of the Messenger of Allah:

...وَكَرِهُوا أَن يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَقَالُوا لاَ تَنفِرُوا فِي الْحَرِّ...

they hated to strive and fight, with their goods and their persons, in the Cause of Allah: they said,

"Go not forth in the heat."

# تفسیر ابن کثیر

امام المفسرین حافظ عماد الدین

ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۷۷۴ھ

۳

ترجمہ

امام العصر مولانا محمد جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ

تخریج

کامران طاہر

نائب مدیر مجلس التحقیق الاسلامی

تحقیق و نظر ثانی

حافظ زبیر علی زئی

تقریظ

ابو الحسن مبشر احمد ربانی / حافظ صلاح الدین یوسف

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ

۳۰۹۵ ، سرسید احمد روڈ دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

کسی روایت میں بھی معاویہ بن ابی سفیان کا نام نہیں ہے...





إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٤٥﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٤٧﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿٤٨﴾ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٤٩﴾ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ﴿٥٠﴾

ترجمہ: پرہیزگار لوگ جنتی باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔[۴۵] سلامتی اور امن کے ساتھ یہاں آ جاؤ۔[۴۶] ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش وکینہ تھا ہم سب کچھ نکال دیں گے بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے شاہی تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔[۴۷] نہ تو وہاں انہیں کوئی تکلیف چھو سکتی ہے اور نہ وہ وہاں سے کبھی نکال دیئے جائیں۔[۴۸] میرے بندوں کو خبر دے کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہوں۔[۴۹] اور ساتھ ہی میرے عذاب بھی نہایت درددکھ والے ہیں۔[۵۰]

= میں فرماتے ہیں کہ ’’بعض دوزخیوں کے ٹخنوں تک آگ ہوگی بعض کی کمر تک بعض کی گردنوں تک غرض گناہوں کی مقدار پر۔‘‘ ❶

**جنت میں اخوت اسلامی کا ایک منظر:** [آیت: ۴۵-۵۰] جہنم والوں کا ذکر کر کے اب جنتیوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ وہ باغات اور نہروں اور چشموں میں ہوں گے۔ ان کو بشارت سنائی جائے گی کہ اب تم ہر آفت سے بچ گئے ہر ڈر خوف اور گھبراہٹ سے مطمئن ہو گئے نہ نعمتوں کے زوال کا ڈر نہ یہاں سے نکالے جانے کا خطرہ نہ فنا نہ کمی۔ اہل جنت کے دلوں میں گو دنیوی رنجشیں باقی رہ گئی ہوں مگر جنت میں جاتے ہی ایک دوسرے سے مل کر تمام کینے کپٹ کاوشیں دھل جائیں گی۔ ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہی سینے بے کینہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ مرفوع حدیث میں بھی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ’’مومن جہنم سے نجات پا کر جنت دوزخ کے درمیان کے پل پر روک لیے جائیں گے جو ناچاقیاں اور ظلم آپس میں تھے ان کا ادلہ بدلہ ہو جائے گا اور پاک دل صاف سینہ ہو کر جنت میں جائیں گے۔‘‘ ❷ اشتر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کی اجازت مانگی اس وقت آپ کے پاس حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے بیٹھے تھے تو آپ نے کچھ دیر کے بعد اسے اندر بلایا اس نے کہا کہ شاید ان کی وجہ سے مجھے آپ نے دیر میں اجازت دی؟ آپ نے فرمایا سچ ہے۔ کہا پھر تو اگر آپ کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہوں تو بھی آپ مجھے اسی طرح روک دیں؟ آپ نے فرمایا بیشک مجھے تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میں اور عثمان ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کی شان میں یہ ہے کہ ان کے دلوں میں جو کچھ خفگی تھی ہم نے دور کر دی بھائی بھائی ہو کر آمنے سامنے تخت شاہی پر جلوہ فرما ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ عمران بن طلحہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب جمل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ نے انہیں مرحبا کہا اور فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ میں اور تمہارے والد ان میں سے ہیں جن کے دلوں کے غصے اللہ تعالیٰ دور کر کے بھائی بھائی بنا کر جنت کے تختوں پر آمنے سامنے بٹھائے گا ایک اور روایت

❶ یہ روایت شیبان عن قتادہ کے طریق سے بدون آیۃ صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب جهنم أعاذ نا الله منها ۲۸٤٥؛ میں موجود ہے۔ ابن ابی شیبه، ۳٤۱۷۹؛ مسند احمد، ٥/ ۱۰؛ المعجم الكبير، ٦۹٦۹؛ شعب الايمان، ۳۱۷؛ الترغيب والترهيب، ٥٦۰۹۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب القصاص يوم القيامة، ٦٥۳٥، ۲٤٤۰ تعليقًا؛ مسند احمد، ۳/ ۱۳؛ حاکم، ۲/ ۳٥٤؛ مسند ابی یعلیٰ، ۱۱۸٦؛ الطبری، ۱٤/ ۳۷؛ الأدب المفرد، ٤۸٦؛ الإيمان لابن منده، ۸۳۸؛ السنة لابن ابی عاصم، ۸٥۷۔

معاویہ بن ابی سفیان کا نام روایت میں نہیں....یہ آیت بدریوں کیلیئے ہے.





میں ہے کہ یہ سن کر فرش کے کونے پر بیٹھے ہوئے دو شخصوں نے کہا کہ اللہ کا عدل اس سے بڑھا ہوا ہے کہ جنہیں آپ کل قتل کریں ان کے بھائی بن جائیں؟ آپ نے غصے سے فرمایا اگر اس آیت سے مراد میرے اور طلحہ رضی اللہ عنہ جیسے لوگ نہیں تو اور کون ہوں گے اور روایت میں ہے کہ قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے یہ کہا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دھمکی اور بلند آواز سے یہ جواب دیا تھا کہ محل ہل گیا ❶ اور روایت میں ہے کہ کہنے والے کا نام حارث اعور تھا اور اس کی اس بات پر آپ نے غصہ ہو کر جو چیز آپ کے ہاتھ میں تھی وہ اس کے سر پر مار کر یہ فرمایا تھا ابن جرموز جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا قاتل تھا جب دربار علی میں آیا تو آپ نے بڑی دیر بعد اسے داخلے کی اجازت دی اس نے آ کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو بلوائی کہہ کر برائی سے یاد کیا تو آپ نے فرمایا تیرے منہ میں مٹی۔ میں اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم تو ان شاء اللہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی بابت اللہ کا یہ فرمان ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ ہم بدریوں کی بابت یہ آیت نازل ہوئی ہے کثیر النواء کہتے ہیں میں ابو جعفر محمد بن علی کے پاس گیا اور کہا کہ میرے دوست آپ کے دوست ہیں اور مجھ سے مصالحت رکھنے والے آپ سے مصالحت رکھنے والے ہیں میرے دشمن آپ کے دشمن ہیں اور مجھ سے لڑائی رکھنے والے آپ سے لڑائی رکھنے والے ہیں واللہ! میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بری ہوں اس وقت حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر میں ایسا کروں تو یقیناً مجھ سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں ناممکن کہ میں اس وقت ہدایت پر قائم رہ سکوں، ان دونوں بزرگوں (یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما) سے تو اے کثیر محبت رکھ اگر اس میں تجھے گناہ ہو تو میری گردن پر پھر آپ نے اسی آیت کے آخری حصہ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ یہ ان دس شخصوں کے بارے میں ہے ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔ یہ آمنے سامنے ہوں گے تاکہ کسی کی طرف کسی کی پیٹھ نہ رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک مجمع میں آ کر اسے تلاوت فرما کر فرمایا کہ "یہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے ❷ وہاں انہیں کوئی مشقت تکلیف اور ایذا نہ ہوگی" بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "مجھے اللہ کا حکم ہوا ہے کہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت کے سونے کے محل کی خوشخبری سنا دوں جس میں نہ شور غل ہے نہ تکلیف و مصیبت ❸ یہ جنتی جنت سے کبھی نکالے نہ جائیں گے" حدیث میں ہے ان سے فرمایا جائے گا کہ "اے جنتیو! تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ پڑو گے اور ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے اور ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور ہمیشہ یہیں رہو گے کبھی نکالے نہ جاؤ گے۔" ❹ اور آیت میں ہے کہ وہ تبدیلی مکان کی خواہش ہی نہ کریں گے نہ ان کی جگہ ان سے چھینے گی۔ اے نبی! آپ میرے بندوں سے کہہ دیجیے کہ میں ارحم الراحمین ہوں اور میرے عذاب بھی نہایت سخت ہیں۔ اسی جیسی آیت اور بھی گزر چکی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مؤمن کو امید کے ساتھ ڈر بھی رکھنا چاہیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس آتے ہیں اور انہیں ہنستا ہوا دیکھ کر فرماتے ہیں ==

❶ حاکم، ۲/ ۳۵۳، ۳۵٤ اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے وسندہ حسن۔

❷ اس روایت کی سند میں سعید بن شرحبیل اور ابراہیم القرشی مجہول راوی ہیں۔ (الجرح والتعدیل: ۲/ ۱۵۰)

❸ صحیح بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلها ۳۸۱٦، ۳۸۲۰؛ صحیح مسلم، ۲٤۳۲، ۲٤۳۵؛ بیہقی، ۷/ ۳۰۷؛ ترمذی، ۳۸۷٦؛ حاکم، ۳/ ۲۰۳؛ مجمع الزوائد، ۹/ ۲۲۳؛ السنن الکبریٰ للنسائی، ۸۳۵۸؛ ابن ابی شیبہ، ۳۲۲۸۷؛ المعجم الأوسط، ۲۲۲۱؛ المعجم الصغیر، ۱۹؛ مسند ابی یعلیٰ، ٦۷۹۷۔

❹ صحیح مسلم، کتاب الجنة باب فی دوام نعیم أهل الجنة، ۲۸۳۷؛ ترمذی، ۳۲٤٦؛ مسند احمد، ۳/ ۳۸؛ المعجم الصغیر، ۲۱۲؛ الترغیب والترهیب، ۵۷٦۱؛ لیکن بخاری اور ترمذی میں وإن لکم تقیموا فلا تطعنوا ابدًا، کے الفاظ نہیں ہیں۔

چوتھی آیت... سورہ بقرہ آیت 141.. وہ جماعت تو گزر چکی انکو ان کے اعمال کا بدلہ ملیگا.اور تمھیں تمھارے اعمال کا بدلہ دیا جائیگا.جو عمل وہ کرتے تھے انکی پرسش تم سے نہیں ہو گی.....

معترض کہتا ہے اب مشاجراتِ صحابہ بیان کرنا ممنوع قرار پایا.. لیکن ہم جواباً کہتے ہیں کہ کس دلیل سے ممنوع قرار پایا.جس آیت کو آپ نقل فرما رہے وہ یہودی و عیسائیوں کے قول کے رد میں ہے.اور جن کے گزرنے کا زکر آیت میں موجود ہے وہ حضرت ابراھیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب علیھم السلام اجمعین ہیں..اگر معترض کی بات کو مان لیا جائے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ گزرے ہوئے کے حالاتِ زندگی اب زیرِ بحث نہیں آئینگے یہ عمل بے فائدہ ہے تو اس فہم کے غلط ہونے پر چند نکات پیشِ خدمت ہیں..

1..... پھر خود قرآن میں تضاد تسلیم کرنا پڑیگا کیونکہ جن کے گزر جانے کا زکر اس آیت میں ہے انھی کے زکرِ خیر سے قرآن مجید چھلک رہا ہے..اور باقاعدہ ان انبیاء کی اتباع کو فرض قرار دے رہا ہے.. ..

2....دوسری بات یہ ہے کہ اگر معترض کا فہم تسلیم کر لیا جائے تو علاوہ آیاتِ مجیدہ کے کتبِ حدیث میں سے کتاب المناقب بھی نکالنا پڑیگا کیونکہ گزر جانے والوں کا زکر اگر ممنوع ہے تو پھر مناقب بیان کیوں بیان کیئے جائیں کیو نکہ ان کے مناقب کا اجر انکیلیئے ہے ہمارے لیئے تو ہمارے اعمال ہیں.....

3.....اس فہم کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر کتبِ رجال ممنوع و حرام قرار پائینگیں.. اور اگر ان کتابوں کو دینی ضرورت سے الگ کر دیا جائے تو پھر صحیح و ضعیف حدیث کی پہچان ہی ختم ہو جائیگی....

معلوم ہوا کہ معترض کی فہم قبول نہیں کیجا سکتی.اور اس آیت کا صحیح ترجمہ و تفسیر کیا ہے ہم مولانا جالندھری کا ترجمہ و امام ابنِ کثیر کی تفسیر کا حوالہ اسکین میں پیش کر دیتے ہیں...اور ان دونوں سے معترض کی فہم کا رد احسن و مدلل انداز میں ہو جائیگا انشاءاللہ......

اس آیت کی تفسیر کو علامہ اقبال کے ایک شعر سے باآسانی سمجھا جا سکتا ہے...جسکی وضاحت کی ضرورت و گنجائش نہیں....

تھے تو تمھارے ہی آباء مگر تم کیا ہو

ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظرِ فرداں ہو.

قرآن میں حضرت ہابیل و قابیل کا واقعہ ہے..قرآن میں حضرت یوسف علیہ السلام اور انکے بھائیوں کا واقعہ ہے...قرآن میں حضرت بی بی عائشہ رض پر تہمت لگانے والے اور اس تہمت پر یقین کرنے والوں کا واقعہ ہے... قرآن میں نبی(ص) کے اپنی اذاواج سے اختلافات کا واقعہ ہے(سورہ الاحزاب و سورہ تحریم))... قرآن میں موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے طور سے واپسی پر گوسالہ پرستی دیکھکر ہارون علیہ السلام سے سوالات کیئے..... المختصر

ممکن نہیں ہے کہ جس بات کو شریعت حرام قرار دے رہی ہو پھر اسی بات کی ترویج کرے..

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾

۱۳۵۔ اور یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو سیدھے رستے پر لگ جاؤ گے اے پیغمبر ان سے کہہ دو نہیں بلکہ ہم دین ابراہیم اختیار کئے ہوئے ہیں جو ایک اللہ کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

۱۳۶۔ مسلمانو کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر اتری اس پر اور جو صحیفے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ کو عطا ہوئیں ان پر اور جو دوسرے پیغمبروں کو انکے پروردگار کی طرف سے ملیں ان پر سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی معبود واحد کے فرمانبردار ہیں۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ

۱۳۷۔ پھر اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لے آئے ہو تو ہدایت یاب ہو جائیں اور اگر منہ پھیر لیں اور نہ مانیں تو وہ تمہارے مخالف ہیں۔

منزل۱

| الٓمّٓ۱ | ۳۴ | البقرۃ ۲ |
| --- | --- | --- |

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾

اور انکے مقابلے میں تمہیں اللہ کافی ہے اور وہ سننے والا ہے جاننے والا ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

۱۳۸۔ کہہ دو کہ ہم نے اللہ کا رنگ اختیار کر لیا ہے اور اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے۔ اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾

۱۳۹۔ ان سے کہو کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہی ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے اور ہم کو ہمارے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا اور ہم خاص اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾

۱۴۰۔ اے یہود و نصاریٰ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا عیسائی تھے اے پیغمبر ان سے کہو کہ بھلا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی شہادت کو جو اس کے پاس کتاب میں موجود ہے چھپائے اور جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو اللہ اس سے غافل نہیں۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع ۱۶

۱۴۱۔ یہ انبیاء کی جماعت گذر چکی۔ ان کو وہ ملے گا جو انہوں نے کیا اور تم کو وہ جو تم نے کیا اور جو عمل وہ کرتے تھے ان کی پرسش تم سے نہیں ہوگی۔

# تفسیر ابن کثیر

۱

امام المفسرین حافظ عماد الدین

ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ

امام العصر مولانا محمد جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ

تخریج

کامران طاہر

نائب مدیر مجلس التحقیق الاسلامی

تحقیق و نظر ثانی

حافظ زبیر علی زئی

تقریظ

ابو الحسن مبشر احمد ربانی / حافظ صلاح الدین یوسف

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ

۳۰۹۵، سرسید احمد روڈ دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَ
نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ۙ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَ
يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾
تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا
ع ۱۶ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع

ترجمہ: کہہ دو کیا تم ہم سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہو جو ہمارا اور تمہارا رب ہے' ہمارے لئے ہمارے عمل ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال' ہم تو اسی کے لئے خلوص کرنے والے ہیں' [۱۳۹] کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے؟ کہہ دو کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ؟ اللہ کے پاس کی شہادت چھپانے والے سے زیادہ ظالم اور کون ہے' اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے غافل نہیں' [۱۴۰] یہ امت ہے جو گزر چکی' جو انہوں نے کیا ان کے لئے ہے اور جو تم نے کیا تمہارے لئے' تم ان کے اعمال سے سوال نہ کئے جاؤ گے۔ [۱۴۱]

حقیقی دین' دین اسلام ہے: [آیت: ۱۳۹۔ ۱۴۱] مشرکوں کے جھگڑے کو دفع کرنے کا حکم رب العالمین اپنے نبی (ﷺ) کو دے رہا ہے کہ تم ان کو کہو کہ ہم سے اللہ کی توحید' اخلاص' اطاعت وغیرہ کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو؟ وہ صرف ہمارا ہی نہیں بلکہ تمہارا رب بھی تو ہے' ہم پر اور تم پر قابض ومتصرف بھی وہی اکیلا ہے' ہمارے عمل ہمارے ساتھ ہیں اور تمہارے عمل تمہیں کام آئیں گے' ہم تم سے اور تمہارے شرک سے بیزار ہیں۔ اور جگہ فرمایا ﴿وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ﴾ ❶ الخ یعنی "اگر یہ تجھے جھٹلائیں تو' تو کہہ دے کہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے۔ تم میرے (نیک) کام سے اور میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں" اور جگہ ارشاد ہے ﴿فَاِنْ حَآجُّوْكَ﴾ ❷ "یہ تجھ سے جھگڑیں تو' تو کہہ دے" میں نے اور میرے ماننے والوں نے اپنے منہ اللہ کی طرف کر دیئے" الخ"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے یہی فرمایا تھا ﴿اَتُحَآجُّوْنِّیْ فِی اللّٰهِ﴾ ❸ اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو؟ اور جگہ ہے ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖ﴾ ❹ 'تو نے اسے بھی دیکھا جو ابراہیم علیہ السلام سے اسکے رب کے بارے میں جھگڑنے لگا' پس یہاں ان جھگڑالو لوگوں سے کہا گیا کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے' ہم تم سے بیزار تم ہم سے الگ' ہم عبادت اور توجہ میں اخلاص اور یک سوئی کرنے والے لوگ ہیں۔ پھر ان لوگوں کے دعوے کی تردید ہو رہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی' تم اے یہودیو! اور اے نصرانیو! کیوں یہ باتیں بنا رہے ہو' کیا تمہارا علم اللہ سے بڑھ گیا' اللہ نے تو

---

❶ ۱۰/ یونس: ۴۱۔ ❷ ۳/ ال عمران: ۲۰۔ ❸ ٦/ الانعام: ۸۱۔ ❹ ۲/ البقرة: ۲۵۸۔







صاف فرمادیا ﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ❶ "ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی نہ مشرک بلکہ خالص مسلمان تھے۔" ان کا اللہ کی شہادت کو چھپا کر بڑا ظلم کرنا یہ تھا کہ اللہ کی کتاب جو ان کے پاس آئی اس میں انہوں نے پڑھا کہ حقیقی دین اسلام ہے' محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ ابراہیم' اسماعیل' اسحاق اور یعقوب علیہم السلام وغیرہ یہودیت اور نصرانیت سے الگ تھے' لیکن پھر نہ مانا اور اتنا ہی نہیں بلکہ اس بات کو بھی چھپا دیا۔ پھر فرمایا تمہارے اعمال اللہ پر پوشیدہ نہیں اس کا محیط علم سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے وہ ہر بھلائی اور برائی کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ یہ تنبیہ کرنے کے بعد پھر فرمایا کہ یہ پاکباز جماعت تو اللہ کے پاس پہنچ چکی تم جب تک ان کے نقش قدم پر نہ چلو' صرف ان کی اولاد میں سے ہونا تمہیں اللہ کے ہاں کوئی عزت اور نفع نہیں دے سکتا ہے' ان کے نیک اعمال میں تمہارا کوئی حصہ نہیں اور تمہاری بداعمالیوں کا ان پر کوئی بوجھ نہیں۔ "جو کرے وہی بھرے"۔ تم نے جب ایک نبی کی تکذیب کی تو گویا تمام انبیا علیہم السلام کو جھٹلایا' بالخصوص اے وہ لوگو! جو نبی آخر الزمان ﷺ کے مبارک زمانہ میں ہو تم تو بڑے ہی وبال میں آ گئے' تم نے اس نبی ﷺ کو جھٹلایا جو سید الانبیا ہیں' جو ختم المرسلین ہیں' جو رسول رب العالمین ہیں۔ جن کی رسالت تمام انسانوں اور جنوں کی طرف ہے' جن کی رسالت کے ماننے کا ہر ایک شخص مکلف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار درود وسلام آپ ﷺ پر نازل ہوں اور آپ ﷺ کے علاوہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر بھی۔

سلفِ صالحین کی اتباع.... معترض کہتا ہے کہ سلفِ صالحین فرماتے ہیں کہ مشاجراتِ صحابہ کو بیان نہ کرو.اسکا لکھنا پڑھنا بیان کرنا اور سننا سب حرام ہے((ارشاد الحق الاثری صاحب)).....ہم جواباً کہتے ہیں کہ اس فہم کیساتھ قرآن ہے یا حدیث یا عقل ہے یا اجماع..ہمیں تو کوئی نظر نہیں آتا ورنہ دلیل دیجائے...انسان فطرتاً چاھتا ہے کہ وہ اپنے آئیڈیل و محبوب کی سوانح حیات کو لوگوں سے بار بار اور کھل کر بیان کرے جسکی بنا پر لوگ بھی اسکے محبوب سے محبت کریں..لیکن معاویہ بن ابی سفیان کے بارے میں عجیب منطق سامنے آتی ہے..کہا جاتا ہے کہ ہمیں صحابہ سے محبت کا حکم ہے اگر معاویہ بن ابی سفیان کے حالاتِ زندگی((مشاجرات)) کو بیان کیا گیا تو لوگ اصحاب سے دل.میں کدورت پیدا کر لینگے.. گویا حامیانِ معاویہ بن ابی سفیان بھی اتنا تو تسلیم کر گئے کہ کردارِ معاویہ بن ابی سفیان سے دل میں محبت پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ نفرت ہی اپنا مقام بنائے گی..میں کہتا ہوں جس شخص کا کردار دل میں محبت کو پیدا نہ کر سکے اس سے آخر محبت کا حکم اللہ کیوں دے گا...اور جس شخص کے کردار بیان کرنے سے لوگ اصحاب سے دلوں میں کدورت پیدا کریں اس صورت میں دیگر اصحاب کے دفاع کا صرف ایک ہی طریقہ باقی رہتا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان کے حالات کو کھلکر بیان کیا جائے..تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ صحابیت کے لبادہ میں کچھ افراد تاریخ کا حصہ رہے ہیں لہذا انکی وجہ سے دیگر اصحاب سے نفرت نہیں ہونی چاھیئے کیونکہ اس دور میں ان اصحاب نے حق کے دفاع میں معاویہ بن ابی سفیان کی کھلکر مخالفت کی

ہے..اور انسان حق کی اتباع کا پابند ہے..... مجھے ایک شعر یاد آگیا...کسی ہندو کا شعر ہے..

کافر ہوں میں مگر قاتلِ شبیر(حسین علیہ السلام) تو نہیں

اسکے جواب میں مسلمان شاعر نے کیا ہی خوبصورت بات کی...

مگر یہ بھی سچ ہے کہ تم میں کوئی شبیر بھی نہیں....

یعنی اگر مسلمان حسین علیہ السلام کا قاتل ہے اس لیئے تم مسلمان نہیں ہوتے تو یہ بھی فراموش نہ کرو کہ اسی اسلام میں حسین علیہ السلام جیسا فرد بھی تو موجود ہے......

تو اگر اصحاب کی صف میں معاویہ بن ابو سفیان موجود ہے تو ان کے کرادار کیوجہ سے اصحاب سے نفرت کیوں کی جائے.. اسی اصحاب کی فہرست میں حضرت ابوزر رض بھی موجود ہیں..اسی فہرست میں سلمانِ محمدی رض بھی موجود ہیں..اسی فہرست میں بلال رض بھی ہیں.اسی فہرست میں مقداد رض بھی ہیں.اسی فہرست میں عبد اللہ بن عباس رض بھی ہیں....

یعنی معترض کہنا چاھتا ہے کہ قابیل و نوح علیہ السلام کے بیٹے اور یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں کا زکر نہ کرو ورنہ نبیوں پر الزام آئیگا کہ انکی ترتیب میں ایسے خطا کار کیسے پروان چڑھے..تو ہم کہتے ہیں انکا زکر تو قرآن میں ہے ..اور جہانتک نبیوں کی ترتیب کے شاھکار دیکھنے ہیں تو ہابیل علیہ السلام کو دیکھو..ابراھیم علیہ السلام کے فرزندان اسحاق علیہ

السلام و اسماعیل علیہ السلام کو دیکھو..اسحاق علیہ السلام کے فرزند یعقوب علیہ السلام کو دیکھو.یعقوب علیہ السلام کے فرزند یوسف علیہ السلام کو دیکھو.زکریا علیہ السلام کے فرزند یحیٰ علیہ السلام کو دیکھو..اور نبی خاتم حضرت محمد مصطفیٰ (ص) کے فرزندان امام حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کو دیکھو...فاطمہ الزهرا سلام اللہ علیها کو دیکھو........

معترض کہنا چاھتا ہے کہ نوح علیہ السلام و لوط علیہ السلام کی کافرہ بیویوں کا زکر نہ کرو کہ لوگوں میں انبیاء کے گھروں کے ماحول کے بارے میں شکوک پیدا ہونگے.ہم کہتے ہیں کہ انکا زکر تو قرآن نے کیا..لیکن بیویوں میں دیکھنا ہے تو آدم علیہ السلام کی بیوی کو دیکھو.ابراهیم علیہ السلام کی اذواج کو دیکھو..اور نبی خاتم حضرت محمد مصطفیٰ(ص) کی بیوی جنابِ خدیجہ سلام اللہ علیها کو دیکھو جو چار منتخب خواتین میں شامل ہیں...

لہذا صحابیت کے تقدس کا انحصار معاویہ بن ابی سفیان جیسے غیر معصوم صحابی پر نہیں ہے...اللہ تعالیٰ نے فرما دیا..میرے نزدیک مکرم وہ ہے جو متقی ہے(قرآن). ہر انسان زرہ برابر نیکی کی جزا پائیگا اور زرہ برابر گناہ کی سزا پائیگا(قرآن مفہومِ آیت).......

اور پڑھی جائیں عالمِ اسلام کی کتبِ تفاسیر و کتبِ فقہ کہ جنمیں صراحت موجود ہے کہ مشاجراتِ صحابہ کے باب میں سیرتِ علی علیہ السلام سے اسلامی فقہ کا ایک باب مکمل ہوا کہ جب مسلمان سے جنگ ہو تو اسلام کے قوانین کیا ہیں.اور مخالفین سے برتاؤ کیسے کرنا ہے.....

ہم کہتے ہیں حضرت علی علیہ السلام و امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام کی ولادت سے شہادت تک کے حالات لکھو پڑھو پڑھاؤ سنو اور سناؤ ..اسلام کی معرفت ملیگی....اسلام و مقدس شخصیاتِ اسلام سے محبت بڑھے گی..اور اگر معاویہ بن ابی سفیان کے ان حالات کو پیش کر کے محبت ختم ہوتی ہے صحابیت پر حرف آتا ہے تو ایسے شخص کو آئیڈیل و محبوب بنانا شریعت میں جائز نہیں ہے........

معترض کہتا ہے کہ آخر ضرورت و فائدہ کیا ہے کہ ہم معاویہ بن ابی سفیان کے حالاتِ زندگی بیان کریں...تو ہم جواباً کہتے ہیں کہ جسکی زندگی کے حالات بیان کرنے سے فائدہ حاصل نہ ہو اسکو امیر المومنین شریعت کے کس حکم کے تحت قرار دیا جا سکتا ہے..

مجھے یاد آگیا.کہ ایک مولانا صاحب کو خطابت کیلیئے دعوت دی گی اور انتظامیہ نے تنہائی میں ان سے فرمایا کہ آپ یہاں نماز کے عنوان پر گفتگو نہ فرمایئے گا.کیونکہ یہاں کی اکثریت بے نمازی ہے لہذا جب آپ نماز کو چھوڑنے کا عذاب بیان کرینگے تو سب سامعین اسے اپنی توھین سمجھینگے.اور انتظامیہ سے ناراض ہو جائینگے کہ انھوں نے یہاں انہیں طنز کیلیئے بلوایا ہے.....

معاویہ بن ابی سفیان کے حالاتِ زندگی بیان کرنے سے روکنے والے حضرات کا حال بھی کچھ اسی انتظامیہ جیسا ہے.کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ دین کی محبت و تقویٰ جس سیرت کا متقاضی ہے وہ معاویہ بن ابی سفیان میں موجود نہیں ہے لہذا اس عنوان کو بیان کرنا ہی حرام قرار دیدیا...

ہم تو دلائل النبوہ بیان کرتے ہیں..کیا احادیثِ پیغمبر محمد مصطفیٰ (ص) بیان کرنا ممنوع ہیں..اگر ہیں تو پھر پہلا حکم نبی(ص) پر لگایئے جنھوں نے احادیث بیان فرمائیں...دوسرا حکم اصحاب پر لگایئے جنھوں نے آگے پہنچائیں تیسرا حکم تابعین و تبع تابعین پر لگایئے جنھوں نے جزوِ جان بنائیں اور چوتھا حکم محدثین پر لگایئے جنھوں نے کتابوں میں جمع فرمائیں.......

1....ہم تو بیان کرتے ہیں کہ صادق و مصدق نبی(ص) نے فرمایا کہ اے عمار تجھے ایک باغی جماعت شہید کریگی جو جہنم کیطرف بلا رہے ہونگے((بخاری شریف))... اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس پیشنگوئی کی صداقت کہاں عیاں ہوئی تو جنگِ صفین میں معاویہ بن ابی سفیان کی فوج کے ہاتھوں حضرت عمار بن یاسر رض کی شہادت واقع ہوئی اور نبی(ص) کی پیشنگوئی سچ ثابت ہوئی.....یہاں قاری کے ذہن میں سوال آتا ہے کہ یقیناً معاویہ بن ابی سفیان تک یہ حدیث نہیں پہنچی ہو گی ورنہ کسی کی کیا مجال کہ صحیح حدیث کے معلوم ہونے پر بھی وہ بغاوت کرے گویا یہ تو بغاوت اللہ و رسول(ص) سے جنگ قرار پائیگی...پھر وہیں قاری کو نظر آتا ہے کہ اس حدیث کا علم جب معاویہ بن ابی سفیان کو ہوا تھا تو انھوں نے رجوع و خوف کی جگہ حدیث بیان کرنے والے سے ناراضگی کا اظہار کیا اور پھر اسکی ایسی تاویل کی کہ امتِ مسلمہ میں سے کسی ایک نے بھی اس تاویل کو صحیح قرار نہیں دیا بلکہ اس تاویل کا تعلق عقل سے نہیں ہے. صرف ایک تہمت لگانے کی جلد بازی میں وہ تاویل کی گئی.اور پھر علی علیہ السلام نے بھی اس تاویل کا جامع و مانع و دلنشین جواب دیا( مجموعہ فتویٰ

امام ابنِ تیمیہ)).....اب معترض بتائے کہ یہ متواتر حدیث بیان کرنا کس قانون کے تحت حرام قرار پایا...اور اس حرام کے مرتکب کون کون قرار پائے...

2....رسول اللہ(ص) نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت علی منہاج النبوہ ہے پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت ہو گی...اس حدیث کو شعیب الارناؤط. امام البانی و امام ھیثمی و ایک جماعت نے حسن کہا اور حافظ زبیر علی زئی نے صحیح کہا...اب اس پیشنگوئی کے مطابق آخر کاٹ کھانے والی بادشاہت کس فرد سے شروع ہوئی اور کب خلافت علی منہاج النبوہ ختم ہوئی یہ سوال ہر انسان کے ذہن میں آتا ہے..تو روایت میں راوی نے حدیث بیان کر کے فرمایا کہ پہلے بادشاہ معاویہ بن ابی سفیان تھے.اور اسکی سند کو محقق ابوداؤدالطیالسی و غلام مصطفیٰ ظہیر و امام ابنِ تیمیہ نے صحیح قبول کیا... تو اب کیا رسول اللہ(ص) کی یہ پیشنگوئی بیان کرنا شریعت میں حرام ہے..اگر ایسا ہے تو پھر فتویٰ رسول اللہ(ص) کی ذات سے شروع کیا جائے...جو باقاعدہ احادیث بیان کرنے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ حاضر غائب کو بتا دے.....

3....رسول اللہ(ص) نے فرمایا کہ جو شخص پہلے سنت کو بدلیگا وہ بنی امیہ سے ہو گا.اسکی سند کو مصنف ابنِ ابی شیبہ کے محقق نے حسن قرار دیا ہے اور امام البانی نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحیہ میں اسے درج کیا..اور پھر اسکی وضاحت میں محدث العصر امام البانی فرماتے ہیں اس شخص سے مراد وہ ہے جس نے خلافت کے انتخاب کے نظام کو بدل دیا

اور اسے اپنی وراثت بنایا(السلسلۃ الاحادیث الصحیحیہ)).... اب بنی امیہ میں سے سب سے پہلے انتخاب کے نظام کو معاویہ بن ابو سفیان نے بدلا.اور کاٹ کھانے والی بادشاہت پر جب یزید بن معاویہ کو نامزد کرنا چاھا تو خال المومنین عبد الرحمٰن بن ابی بکر نے فرمایا کہ کیا قیصر و کسریٰ کا نظام نافذ کرنا چاھتے ہو(نسائی شریف)) اس کو فتح الباری میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے بیان فرمایا اور امام حاکم نے تو مستدرک میں اسے صحیح علی شرط الشیخین قرار دیا.اور امام البانی نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحیہ میں اسکی سند کو صحیح تسلیم فرمایا......

الزامی جوابات...1.....معاویہ بن ابی سفیان کے محبین جھوم جھوم کر رسول اللہ(ص) کی پیشنگوئی بیان فرماتے ہیں کہ پہلا غزوہ جو سمندری جہاد کریگا وہ جنتی ہے.اور پھر اسکا مصداق معاویہ بن ابی سفیان کو قرار دیتے ہیں..لیکن جب ہم رسول اللہ(ص) کی اوپر پیش کی گئی پیشنگوئیاں بیان کریں اور انکا مصداق معاویہ بن ابی سفیان قرار پائیں تو کہتے ہیں یہ توھینِ صحابہ و بغضِ معاویہ ہے.... معلوم نہیں شریعت کے کس حکم نے انکیلیئے پیشنگوئی اور اسکے مصداق کے بیان کو جائز قرار دیا اور ہم پر حرام کر دیا...اس سے ایک بات تو معلوم ہوئی انھیں نبی(ص) کے فرامین سے محبت نہیں بلکہ نبی(ص) کے صرف وہ فرامین بیان کرنا جائز سمجھتے ہیں جو انکے خیال میں معاویہ بن ابی سفیان کی شان ظاہر کریں یعنی نبی(ص) کے فرمان کو بیان کرنے اور نہ کرنے کا معیار معاویہ بن ابی سفیان کا کردار ہے((العیاز باللہ)).......

2....کسی محدث کا یہ حکم نہیں ہے کہ حضرت ابو بکر رض اور حضرت عمر رض اور حضرت عثمان رض کے حالاتِ زندگی اور خصوصاً انکے دورِ خلافت کے فتوحات و جنگی کارناموں کا بیان نہ کیا جائے....لیکن حضرت علی علیہ السلام کے دورِ حکومت میں ہم علی علیہ السلام کے جنگی کارنامے اور انکے حق پر ہونے کو بیان کرتے ہیں تو فوراً حکم آ جاتا ہے کہ یہ بیان نہ کیا جائے کیونکہ اسطرح معاویہ بن ابی سفیان سے لوگوں کے دلوں میں کدورت پیدا ہوتی ہے...علی علیہ السلام کتنے مظلوم ہیں کہ انکے دور کے حالات و انکے حق پر ہونے کی پیشنگوئیاں اسلیئے بیان کرنا حرام ہو گیا کہ اس سے معاویہ بن ابوسفیان کا بطلان اور حق سے بغاوت ثابت ہوتی ہے.....

3....حالاتِ اصحاب پر بیشمار کتب لکھی گئی ہیں..خصوصیت سے الاستعیاب و اسد الغابہ و الاصابہ کو خاص مقام حاصل ہے...اب ان کتابوں میں کیا حضرت عبد الرحمٰن بن عدیس رض و حجر بن عدی رض و عمرو بن الحمق کا زکر نکال دیا جائے..کیونکہ جب انکا زکر.پڑھا جائیگا تو اس زکر میں انکی شہادت کا واقعہ بیان ہوا..اور ان تینوں کی شہادت معاویہ بن ابی سفیان کی حکومت و رضامندی سے ہوئی اسی لیئے انھوں نے قصاص نہیں لیا.. لیکن آج تک مسلمان کو ان تینوں اصحاب کے واجب القتل ہونے کی کوئی شرعی دلیل نہیں مل سکی..کہ شریعت میں انکا قتل جائز قرار پائے..اور جب وہ واجب القتل نہیں تھے تو پھر معاویہ بن ابوسفیان ظالم و بے گناہ اصحاب کے قاتل قرار پائے..اور ان دونوں افعال پر اللہ نے قرآن میں لعنت

کی ہے.... لہذا معاویہ بن ابی سفیان کے تحفظ میں ہم دیگر اصحاب کی سوانح حیات و شہادت کو آخر کیونکر بیان نہ کریں.......

4....ہم دیکھنا چاھتے ہیں کہ محدثین و فقہاء جو فتاویٰ دیتے ہیں کیا وہ اپنے فتویٰ کو شرعی دلیل سے اخذ کرتے ہیں اگر کرتے ہیں پھر وہ فتویٰ سب پر لگیگا..اگر کسی متعین شخص کو اس فتویٰ سے خارج کیا جائیگا تو اسکیلیئے مزید خارجی شرعی دلیل کیضرورت پڑیگی....مثلاً زنا حرام ہے تو یہ حکم سب کیلیئے ہے..چاھے صحابی ہی زنا کا ارتکاب کیوں نہ کرے اسے شرعی سزا دیجائے گی((بخاری))..... اب ہم امام ابنِ تیمیہ کا فتویٰ پڑھتے ہیں اور اس فتوے کی مزید توثیق و شرح ابنِ عثیمین کے قلم سے پڑھتے ہیں جو محدث ہیں.........امام ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں جو خلفائے راشدین میں کسی ایک کی خلافت کا منکر ہو یا اس پر معترض ہو تو وہ گھر کے گدھے سے بدتر ہے....((عقیدہ الواسطیہ))......... اب ہم دیکھتے ہیں کیا معاویہ بن ابی سفیان علی علیہ السلام کی خلافت کے قائل تھے. اگر قائل تھے تو بیعت کیوں نہ کی....جہاں تک رہا انکا اجتہاد و قصاص کا مطالبہ تو علی علیہ السلام آخر قصاص سے انکاری ہی کب تھے..وہ تو فرماتے تھے میری بیعت میں آؤ.پھر ہم قصاص لینگے.لیکن معاویہ بن ابی سفیان نے بیعت قبول کر کے اتحاد کی رائیں ہموار کر کے اور طاقت کو بڑھا کر علی علیہ السلام کے ساتھ ملکر قصاص لینے کی جگہ غیر اعتمادی کا ثبوت دیا.اور فتنہ کی آگ بھڑکائی.اور قتل کا بازار گرم کیا.فتنہ پرور آزاد گھومتے رہے اور بے گناہ اصحاب و تابعین شہید ہوتے رہے..تو جب معاویہ بن ابی سفیان کو علی علیہ السلام کی بات

پر اعتماد ہی نہیں تھا تو کیا یہ واقعی انھیں خلیفہ سمجھتے تھے..ممکن کیسے ہو کہ ایک شخص کو انسان خلیفہ حق تسلیم کرے لیکن نہ اسکی بات پر اعتماد کرے نہ اسکی بیعت کرے نہ اسکا ساتھ دے..یہ تمام باتیں بتا رہی ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان علی علیہ السلام کو خلیفہ نہیں مانتے تھے.اور ان کی خلافت و روش پر معترض تھے.. اب ابنِ تیمیہ کے نزدیک یہ نظریہ تو گھر کے گدھے سے بھی زیادہ بدتر ہے... اور معترض کی مثال تو گدھے جیسی ہے...یا اس فتویٰ کو شریعت کے اصولوں پر صحیح تسلیم کیا جائے یا پھر کسی قابلِ قبول دلیل سے معاویہ بن ابی سفیان کو اس فتوے سے خارج کیا جائے......کہنے والا کہتا ہے کہ ہم تسلیم تو کرتے ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان کا یہ فعل خطا پر مبنی تھا اور انھیں اجتہاد کی بنا پر اکہرا ثواب ملا....ہم جواباً کہتے ہیں اس اجتہادی غلطی سے یہ تو عیاں ہو گیا کہ معاویہ بن ابی سفیان فرائض کے تارک تھے.اور دوراندیش نہیں تھے.جذباتی پہلو ان پر شریعت کے احکامات سے بڑھکر تھا...میں کہتا ہوں جب یہ تینوں چیزیں اجتہادی خطا سے ثابت ہو گئیں تو ایسا شخص جید اصحاب پر حکومت کرنے کا اھل قرار نہ پایا...جب اھل نہ رہا تو اس حکومت کی طلب اسکیلیئے غیر شرعی ہو گی.. اگر طلب نہیں تھی تو امام حسن علیہ السلام سے صلح کے نام پر حکومت کو حاصل نہ کیا جاتا... بلکہ انکی اقتداء میں زندگی گزاری جاتی...گویا حکومت کی اھلیت نہ رکھتے ہوئے اسے اپنانا اور پھر اسی کو اپنے نا اھل بیٹے کے سپرد کرنا یہ اجتہادی خطا نہیں بلکہ جہالت و نفس پرستی و دنیا طلبی کہلائی...اور اس پر اکہرے ثواب کا

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا....اسی بغاوت کا اعلان رسول اللہ(ص) نے حدیث میں فرمایا اور اسے جہنم کا رستہ قرار دیا اور اسی بغاوت کے پیشِ نظر امام علی علیہ السلام کو قنوتِ نازلہ پڑھنی پڑی..اور اسی بغاوت کا نتیجہ تھا کہ اصحاب نے کبھی معاویہ بن ابی سفیان کے افعال کی وضاحتیں پیش نہیں کیں..اور اگر ہر فعل کو اجتہادی خطا و اکہرے ثواب کا مستحق قرار دیا جائے.. تو علی علیہ السلام سے بغض رکھنا کسی اجتہاد کا نتیجہ نہیں ہو سکتا..جبکہ معاویہ بن ابی سفیان بغضِ علی علیہ السلام میں سنتِ نبی(ص) ترک کرتے ہیں((سنن نسائی)).... اور پھر اگر معاویہ بن ابی سفیان کا اختلاف و اجتہاد قصاص طلبی کا ہی تھا تو پھر حکومت کو صلح کے طور پر قبول کرنا اجتہاد نہیں ہو سکتا...یعنی میں ایک شخص سے اصولی اختلاف رکھتا ہوں وہ شخص مجھے چند پیسے دیتا ہے اور میں اختلاف ختم کر دیتا ہوں..تو میرا یہ فعل ہی بتا رہا ہے کہ میرا اختلاف اصولی نہیں تھا..اگر وہ قرآن و حدیث کیمطابق ہوتا تو رقم سے کبھی ختم نہ ہوتا..اگر قرآن و حدیث سے قصاص طلب کرنا ہی معاویہ بن ابی سفیان پر فرض تھا تو پھر اختلاف ختم بھی قصاص کی بات پر ہو گا حکومت پر نہیں... صلح ہمیشہ اختلاف کو رفع کرنے پر ہوتی ہے عجیب ہے اختلاف قصاص پر اور صلح حکومت پر...معلوم ہوا معاویہ بن ابی سفیان کا اختلاف حکومت طلبی پر تھا اور اسی کے حصول پر ختم ہوا.....اور معاویہ بن ابی سفیان کہتے ہیں کون ہے کہ وہ اور اسکا باپ مجھ سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں(بخاری).اس سے مراد حضرت عمر رض یا حضرت علی تھے(فتح الباری)

# مُشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

اور

# سلف کا موقف

ارشاد الحق اثری

الناشر:
ادارۃ العلوم الاثریہ منٹگمری بازار فیصل آباد - پاکستان فون: 041-642724

من طلبها والاهتمام بجمعها"

(كتاب الشرح والإبانة ص 268'269)

اس کے بعد صحابہ کرام ؓ کے مابین مشاجرات سے ہم خاموشی اختیار کرتے ہیں، وہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوئے اور باقی لوگوں سے فضل وشرف میں سبقت لے گئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا' ان کے بارے میں استغفار کا حکم دیا، ان سے محبت کرنا اپنے تقرب کا ذریعہ قرار دیا۔ اور یہ سب اپنے نبی کی زبان سے فرض ٹھہرایا، حالانکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ ان سے ہونے والا تھا اسے جانتے تھے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ وہ باہم لڑائی جھگڑوں میں مبتلا ہوں گے۔ صحابہ کرام ؓ کو باقی سب لوگوں پر اس بنا پر فضیلت دی گئی ہے کہ قصداً وارادۃً ان سے غلطی کا صدور نہیں ہوتا اور جو ان کے مابین اختلافات تھے ان کو معاف کر دیا گیا۔ ان کے مابین جو اختلافات جنگ صفین' جنگ جمل اور حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرنے اور اسی نوعیت کے دیگر نزاعات تھے ان کی طرف نظر التفاف نہ کی جائے، نہ ان واقعات کو اپنے لئے یا کسی دوسرے کے لئے لکھا جائے نہ کسی سے یہ نقل کیا جائے اور نہ کسی کے سامنے انہیں بیان کیا جائے اور نہ کسی بیان کرنے والے سے یہ سنیں جائیں۔ اسی موقف پر اس امت کے سادات علمائے کرام کا اتفاق ہے۔ انہی میں حسب ذیل حضرات ہیں۔ امام حماد بن زید' یونس بن عبید' سفیان ثوری' سفیان بن عیینۃ' عبداللہ بن ادریس' مالک بن انس' ابن ابی ذئب' محمد بن المنکدر' عبداللہ بن مبارک' شعیب بن حرب' ابواسحاق الفزاری' یوسف بن اسباط' احمد بن حنبل' بشر بن الحارث' عبدالوہاب الوراق **رحمهم الله**، یہ تمام حضرات مشاجرات صحابہ ؓ کو بیان کرنے، ان پر بحث و مناظرہ کرنے' ان کو سننے' ان واقعات کو تلاش کرنے اور ان کو جمع کرنے سے منع کرتے تھے۔"

امام ابن بطہؒ کے اس تفصیلی بیان سے مشاجرات صحابہ ؓ کے بارے میں سلف امت کے موقف کو سمجھا جا سکتا ہے۔ ایمان کی صحت وسلامتی کا بھی یہی تقاضا ہے اور صحابہ کرام کے مقام ومرتبہ کے بھی یہی لائق ہے کہ ان کے مابین پیدا ہونے والے نزاعات و

تاریخ الخلفاء الراشدین

# سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

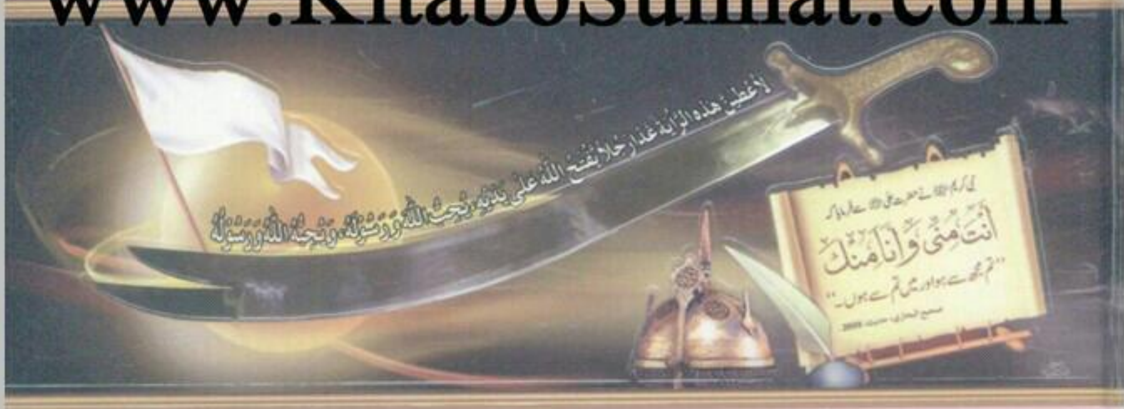
## شخصیت اور کارنامے

تالیف

ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی

ہماری دعوت
اسلاف کا راستہ






مترجم: شمیم احمد خلیل السلفی — عبدالمعین بن عبدالوہاب مدنی

# احادیث مع حکم حاشیہ میں...

دوسری طرف معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر پر بھی عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کا گہرا اثر پڑا، ابوعبدالرحمٰن السلمی اہل شام کے لشکر میں گئے، دیکھا تو معاویہ، عمرو بن عاص، ان کے بیٹے عبداللہ بن عمرو، اور ابوالاعور السلمی رضی اللہ عنہم فرات کے پانی پر جمع ہیں اور پانی پی رہے ہیں، پہلے بھی یہ بات گزر چکی ہے کہ اسی ایک گھاٹ پر دونوں لشکر کے فوجی پانی پیتے تھے کیونکہ وہاں اور کوئی دوسرا گھاٹ نہ تھا، بہرحال وہ لوگ پانی پی رہے تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر گفتگو کر رہے تھے۔ دوران گفتگو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے کہا: ہم نے انھیں قتل کر دیا، وہ ایسے آدمی تھے جس کے بارے میں رسول کا فرمان ہے کہ ((تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)) عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم نے عمار کو قتل کر دیا، حالانکہ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اسے آپ سن رہے ہیں، اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: خاموش رہو، تم اپنے پیشاب میں لوٹ رہے ہو، ❷ کیا ہم نے انھیں قتل کیا ہے، ان کے قاتل تو وہ ہیں جو انھیں لے کر آئے تھے۔ ❸

معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل اہل شام کے درمیان سوکھی لکڑی میں آگ کی طرح تیزی سے پھیل گئی۔

صحیح روایت سے ثابت ہے کہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا: عمار قتل کر دیے گئے، اور ان کے بارے میں رسول کا ارشاد ہے کہ ((تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)) عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے اٹھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ اس قدر کیوں حیرانی ہے؟ آپ نے کہا: عمار رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تو اب کیا ہونا چاہیے؟ عمرو بن عاص نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا ہے: ((تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)) معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اپنے پیشاب میں لوٹ رہے ہو، کیا ہم نے انھیں قتل کیا ہے؟ انھیں علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا، ان کو لے کر آئے اور ہمارے نیزوں وتلواروں کے درمیان ڈال دیا۔ ❹

ایک تیسری صحیح روایت یوں ہے کہ دو آدمی عمار رضی اللہ عنہ کے سر کے بارے میں جھگڑتے ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ان میں سے ہر ایک کا کہنا تھا کہ انھیں میں نے قتل کیا ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے یہ دیکھ کر فرمایا: تم جیسے بھی اپنے آپ کو خوش کر لو، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ((تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)) معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ہمارے ساتھ کیا کیا رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میرے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت کی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

❶ مجمع الزوائد / الهيثمي (۷/ ۲٤۲) آپ فرماتے ہیں: اسے طبرانی نے روایت کیا ہے، اور ان کی سند میں ابومعشر راوی ہے جو کمزور ہے۔
❷ یعنی تم ذہن کے کچے ہو اور تمھارے اندر ثابت قدمی نہیں ہے۔ ❸ مسند أحمد (۲/ ۲۰٦) اس کی سند حسن ہے۔
❹ مصنف عبدالرزاق (۱۱/ ۲٤۰) اس کی سند صحیح ہے۔







((أَطِعْ أَبَاكَ مَا دَامَ حَيًّا وَلَا تَعْصِهِ فَأَنَا مَعَكُمْ وَلَسْتُ أُقَاتِلُ.)) ❶

''اپنے باپ کی جب تک وہ زندہ ہیں اطاعت کرو، ان کی نافرمانی نہ کرو، اس لیے میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں، لڑائی نہیں کروں گا۔''

مذکورہ روایات میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ فقیہ صحابی عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما حق اور بھلی بات کہنے کے کس قدر حریص ہیں، جب آپ نے دیکھا کہ عمار رضی اللہ عنہ کی قتل کی وجہ سے معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی فوج ہی باغی گروہ ٹھہرا تو آپ نے مختلف مواقع پر اس کی مذمت کی اور نفرت کا اظہار کیا، بلاشبہ اس حدیث کی وجہ سے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی شہادت کا اہل شام پر اثر تھا، لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی بے جا تاویل کر دی، آپ کی یہ تاویل درست نہیں ہے کہ جو لوگ ان کو میدان صفین میں لائے تھے، وہی ان کے قاتل ہیں۔ ❷

# مجموعة الفتاوى

لشيخ الإسلام

## تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني

المتوفى سنة ٧٢٨هـ


اعتنى بها وخرج أحاديثها

عامر الجزار	أنور الباز


الجزء الخامس والثلاثون

# معاویہ بن ابی سفیان کی باطل تاویل اور علی علیہ السلام کا محکم جواب.

والذين يقولون بقتال البغاة المتأولين، يقولون: مع الأمر بقتالهم قتالنا لهم لدفع ضرر بغيهم؛ لا عقوبة لهم؛ بل للمنع من العدوان. ويقولون: إنهم باقون على العدالة؛ لا يفسقون. ويقولون: هم كغير المكلف، كما يمنع الصبى والمجنون والناسى والمغمى عليه والنائم من العدوان ألا يصدر منهم، بل تمنع البهائم من العدوان. ويجب على من قتل مؤمنًا خطأً الدية بنص القرآن مع أنه لا إثم عليه فى ذلك، وهكذا من رفع إلى الإمام من أهل الحدود وتاب بعد القدرة عليه فأقام عليه الحد، والتائب من الذنب كمن لا ذنب له، والباغى المتأول يجلد عند مالك والشافعى وأحمد ونظائره متعددة.

ثم بتقدير أن يكون «البغى» بغير تأويل، يكون ذنبًا، والذنوب تزول عقوبتها بأسباب متعددة: بالحسنات الماحية، والمصائب المكفرة، وغير ذلك.

ثم «إن عمارًا تقتله الفئة الباغية»[1] ليس نصًا فى أن هذا اللفظ لمعاوية وأصحابه، بل يمكن أنه أريد به تلك العصابة التى حملت عليه حتى قتلته، وهى طائفة من العسكر، ومن
٣٥/٧٧ رضى بقتل عمار كان حكمه حكمها. ومن المعلوم أنه / كان فى المعسكر من لم يرض بقتل عمار؛ كعبد الله بن عمرو بن العاص، وغيره، بل كل الناس كانوا منكرين لقتل عمار، حتى معاوية، وعمرو.

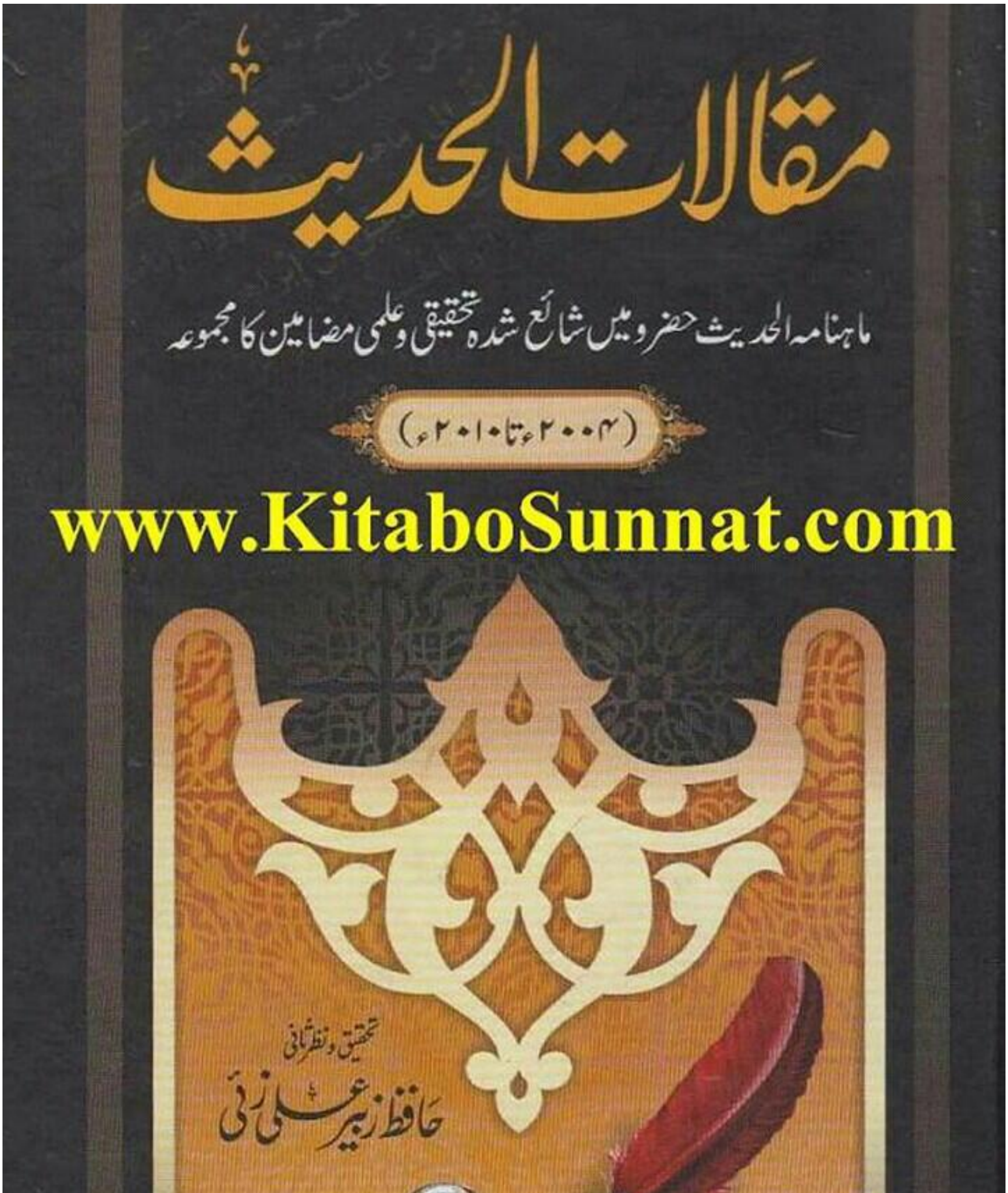
ويروى أن معاوية تأول أن الذى قتله هو الذى جاء به، دون مقاتليه، وأن عليًا رد هذا التأويل بقوله: فنحن إذًا قتلنا حمزة. ولا ريب أن ما قاله على هو الصواب، لكن من نظر فى كلام المتناظرين من العلماء الذين ليس بينهم قتال ولا ملك، وأن لهم فى النصوص من التأويلات ما هو أضعف من معاوية بكثير. ومن تأول هذا التأويل لم ير أنه قتل عمارًا، فلم يعتقد أنه باغ، ومن لم يعتقد أنه باغ وهو فى نفس الأمر باغ، فهو متأول مخطئ.

والفقهاء ليس فيهم من رأيه القتال مع من قتل عمارًا، لكن لهم قولان مشهوران كما كان عليهما أكابر الصحابة؛ منهم من يرى القتال مع عمار وطائفته، ومنهم من يرى الإمساك عن القتال مطلقًا. وفى كل من الطائفتين طوائف من السابقين الأولين. ففى القول الأول عمار، وسهل بن حنيف، وأبو أيوب. وفى الثانى سعد بن أبى وقاص؛ ومحمد بن مسلمة؛ وأسامة بن زيد، وعبد الله بن عمر ونحوهم. ولعل أكثر الأكابر من الصحابة كانوا على هذا الرأى، ولم يكن فى العسكرين بعد على أفضل من سعد بن أبى وقاص، وكان من القاعدين.

٣٥/٧٨ / و «حديث عمار»[2] قد يحتج به من رأى القتال؛ لأنه إذا كان قاتلوه بغاة فالله يقول: ﴿**فقاتلوا التى تبغى**﴾ [الحجرات: ٩]، والمتمسكون يحتجون بالأحاديث الصحيحة عن النبى

---

(١، ٢) سبق تخريجهما ص ٣٨ .


مقالات الحدیث
ماہنامہ الحدیث حضرو میں شائع شدہ تحقیقی و علمی مضامین کا مجموعہ
(۲۰۰۴ء تا ۲۰۱۰ء)
www.KitaboSunnat.com
تحقیق و نظرِ ثانی
حافظ زبیر علی زئی
مکتبہ اسلامیہ

کاٹنے والی بادشاہت یعنی ظلم و زیادتی کا راج..





سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''(میرے بعد) بارہ امراء ہوں گے۔'' (بخاری ح ۷۲۲۲)

اور ان صحابی رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''دین اسلام بارہ خلفا تک غالب رہے گا اور یہ سب قریش میں سے ہوں گے'' (صحیح مسلم کتاب الامارۃ ح ۴۷۰۸، ۴۷۰۹)

ان احادیث سے واضح ہوا کہ امر خلافت قریش میں رہے گا چاہے وہ دو ہی آدمی باقی رہ جائیں جب تک کہ وہ دین کو قائم رکھیں گے۔ دوسری حدیث سے واضح ہوا کہ بارہ خلفاء تک دین اسلام غالب اور مستحکم رہے گا۔ ان خلفا کے بعد پھر آہستہ آہستہ دین اسلام کمزور ہوتا چلا جائے گا اور مختلف فتنے، بدعات اور گروہ بندیاں اسے کمزور کرتی چلی جائیں گی۔ ایک حدیث میں ہے: ''اس امت کی عافیت پہلے حصہ میں رکھی گئی ہے۔''

(مسلم کتاب الامارۃ ح ۴۷۷۶)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (( **تکون النبوة فيكم ماشاء اللّٰه أن تكون ثم يرفعها إذاشاء أن يرفعها ثم تكون خلافة على منهاج النبوة فتكون ماشاء اللّٰه أن تكون ثم يرفعها إذاشاء أن يرفعها ثم تكون ملكًا عاضًا، فيكون ماشاء اللّٰه أن يكون ثم يرفعها إذا شاء أن يرفعها ثم تكون ملكًا جبريةً فتكون ماشاء اللّٰه أن تكون ثم يرفعها إذا شاء أن يرفعها ثم تكون خلافة على منهاج نبوةٍ ثم سكت .** ))

تم میں نبوت کا وجود اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نبوت کو اٹھا لے گا اور اس کے بعد خلافت ہوگی جو نبوت کے طریقہ پر ہوگی۔ پھر خلافت کو اٹھا لے گا اور اس کے بعد بادشاہت ہوگی کاٹنے والی (یعنی جس میں بعض لوگ بعض پر زیادتی اور ظلم کریں گے) پھر جب تک اللہ چاہے گا اسے قائم رکھے گا پھر اس کو بھی اللہ تعالیٰ اٹھا لے گا۔ پھر تکبر اور غلبہ کی حکومت ہوگی اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ قائم رہے گی پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھا لے گا اور اس کے بعد (دوبارہ) نبوت کے طریقہ پر خلافت قائم ہوگی (جب امام







مہدی اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کا دور آئے گا) اتنا فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد ۲۷۳/۴، والبیہقی فی دلائل النبوۃ ۴۹۱/۶، الموسوعۃ ۳۵۵/۳۰، مجمع الزوائد ۱۸۸/۵، مشکوۃ، ح ۵۳۷۸، صحیحۃ: ۵، وقال الہیثمی: رجالہ ثقات وقال الالبانی وشعیب الارنووط وجماعۃ: ''حسن'' وقال الحافظ زبیر علی زئی: ''صحیح'')

سلسلہ

# احادیث صحیحہ (اردو)

تحقیق:

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتبویب وفوائد

استاذ الحدیث ابو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ

استاذ العلماء ابو میمون محفوظ احمد اعوان حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

# ظلم و زیادتی والی بادشاہت..

## البیعة علی امور الحسنة و السئة

## اچھے کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے بچنے پر بیعت لینا

١٧٥٣: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوْعًا: ((تَعَالَوْا بَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّاتُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آؤ اور اس بات پر میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی





شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوْا، وَلَا تَزْنُوْا، وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَاتَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ، فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ)).

کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، کسی پر بہتان نہیں باندھو گے اور نیکی کے معاملے میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔ جس نے یہ بیعت پوری کی اس کا اجر اللہ پر ہے اور جس نے (کسی گناہ) کا ارتکاب کیا اور اسے اس کی سزا دنیا میں دے دی گئی تو وہ کفارہ بن جائے گی اور جس نے (کسی گناہ کا) ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، چاہے تو سزا دے اور چاہے تو معاف کر دے۔''

**تخریج:** الصحیحة ٢٩٩٩- بخاری (٣٢١٣، ١٨٣)، مسلم (١٧٠٩)، ترمذی (١٣٢٩)، نسائی (٣١٦٦)

**فوائد:** یہ بیعت کا اصول ہے کہ لوگوں سے نیک اعمال سرانجام دینے اور برے اعمال سے اجتناب کرنے کی بیعت لی جائے۔ آجکل مخصوص شخصیات کو بیعت کے لیے خاص کر لیا گیا ہے اور جہاں اس کی بیعت کو ضروری سمجھا جاتا ہے وہاں دوسروں کو ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ ان بندگانِ خدا پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کیا جاتا ہے جو اس قسم کی بیعت سے محروم رہتے ہیں۔ یہ سب کچھ بے سروپا اور بے حقیقت ہے۔

## خبر النبی بأمور الخلافة و السیاسیة

## نبی کا سیاسی اور خلافت والے امور کی خبر دینا

١٧٥٤: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا فِي الْمَسْجِدِ۔ وَكَانَ بَشِيْرٌ رَجُلًا يَكُفُّ حَدِيْثَهُ۔ فَجَاءَ أَبُوْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ، فَقَالَ: يَابَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ! أَتَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَمْرِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا أَحْفَظُ خُطْبَتَهُ فَجَلَسَ أَبُوْ ثَعْلَبَةَ، قَالَ حُذَيْفَةُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيًّا، فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بشیر اپنی بات کو روک دیتے تھے۔ اتنے میں ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: بشیر بن سعد! کیا تجھے امراء کے بارے میں کوئی حدیثِ نبوی یاد ہے؟ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (اس معاملے میں) مجھے آپ کا خطبہ یاد ہے۔ ابوثعلبہ بیٹھ گئے اور حذیفہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق کچھ عرصہ تک تو نبوت قائم رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہیں گے اسے اٹھا لیں گے۔ نبوت کے بعد اس کے منہج پر اللہ کی مرضی کے مطابق کچھ عرصہ تک خلافت ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ اسے اختتام پذیر کر دیں گے، پھر اللہ کے فیصلے کے مطابق کچھ عرصہ تک بادشاہت ہو گی، جس میں ظلم و زیادتی ہو گی، بالآخر وہ بھی ختم ہو جائے گی، پھر جبری بادشاہت ہو گی، وہ کچھ عرصہ کے بعد زوال پذیر ہو جائے گی، اس کے بعد منہجِ نبوت پر پھر خلافت ہو گی، پھر آپ ﷺ خاموش



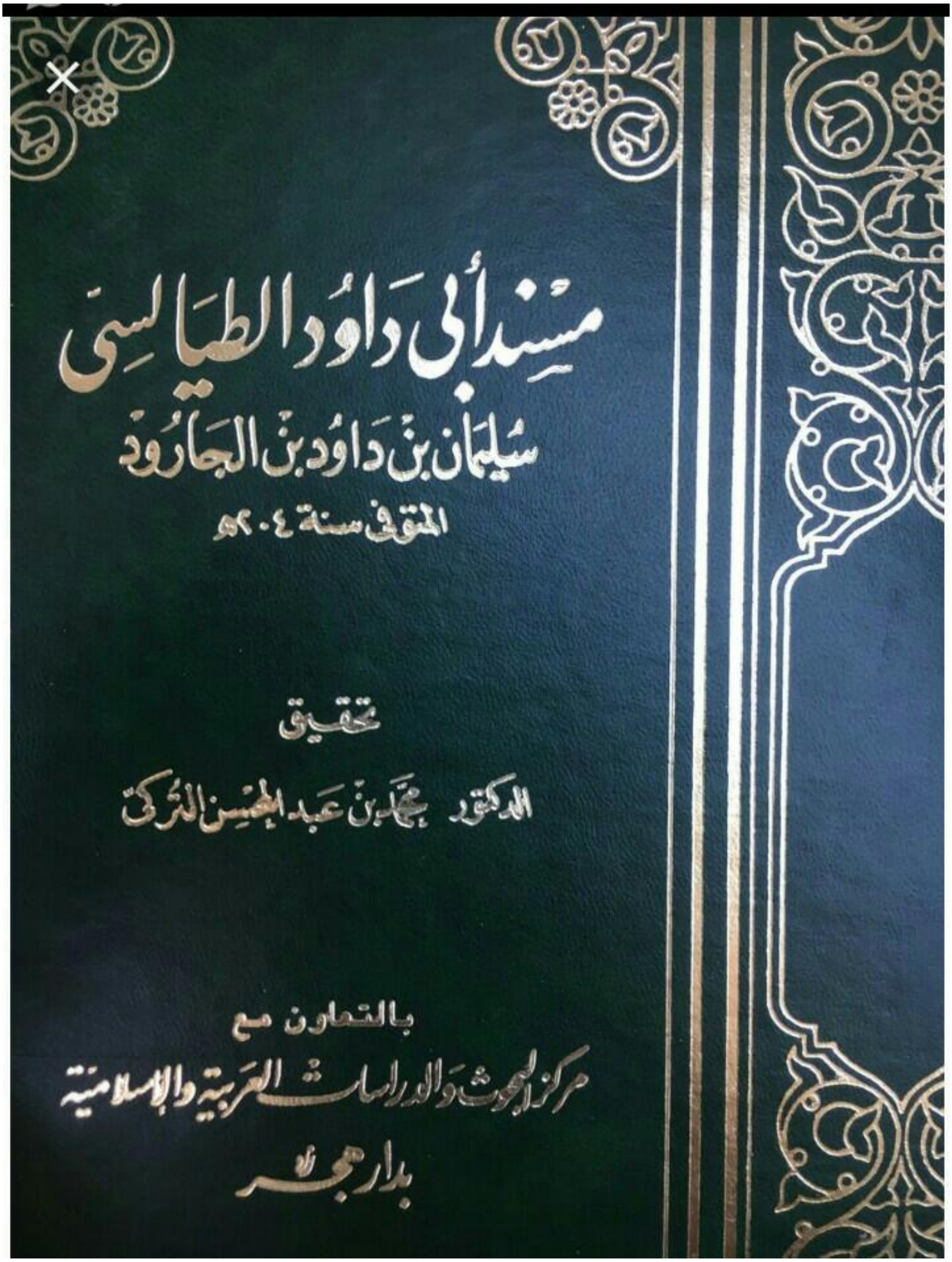


يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ سَكَتَ)).

ہو گئے۔''

[الصحیحة:٥]

**تخریج:** الصحیحة ٥- احمد (٤/ ٢٧٣)، ابو داؤد الطیالسی (٤٣٨)، البزار (البحر الزخار (٢٧٩٦)


مسند أبي داود الطيالسي
سليمان بن داود بن الجارود
المتوفى سنة ٢٠٤هـ
تحقيق
الدكتور محمد بن عبد المحسن التركي
بالتعاون مع
مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية
بدار هجر

# معاویہ بن ابی سفیان پہلے بادشاہ تھے..حدیث الصحیح

**١٢٠٣– حدثنا** أبو داودَ ، قال : حَدَّثَنا الحَشْرَجُ بنُ نُباتَةَ ، قال : حَدَّثَنى سعيدُ بنُ جُمْهَانَ ، قال : [٩١ظ] حَدَّثَنى سَفينةُ ، قال : خَطَبَنا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فقال : « الخِلَافَةُ فى أُمَّتِى ثَلاثُونَ سنةً ثم يَكُونُ مُلْكٌ » .

---

(١) قوله : صدقت . الضمير يعود فيه على صاحبه الذى قال للدجال : كذبتَ . والمعنى : صدقت ، إنه لكاذبٌ . ولكن من يسمعه يظنه يصدق الدجال فى زعمه .

(٢) عقبة أفيق : هى عقبة معروفة بحوران فى طريق غور الأردن ، وهى عقبة طويلة نحو ميلين .

(٣) **إسناده حسن** . والحشرج وسعيد الصحيح فيهما التوثيق ؛ لتوثيق الكبار لهما وعدم الجرح المعتبر ، وقال الحافظ ابن كثير فى النهاية فى الفتن والملاحم ١٦٤/١٩ : إسناده لا بأس به ، ولكن فى متنه غرابة ونكارة . وقال الهيثمى فى المجمع ٣٤٠/٧ : رجاله ثقات ، وفى بعضهم كلام لا يضر .

وأخرجه أحمد (٢١٩٧٩) ، والرويانى (٦٦٩) ، والطبرانى (٦٤٤٥) ، وابن عدى فى الكامل ٨٤٦/٢ من طريق الحشرج به مع اختلاف فى بعض ألفاظه .

وخروج الدجال فيه أحاديث كثيرة تبلغ حد التواتر ، وهى مخرجة فى الصحيحين وغيرهما ، وانظر ما سبق برقم (٩٠٦) .



ثم قال سَفِينةُ : امْسِكْ[1] ؛ خِلَافَةُ أَبِى بَكْرٍ وَخِلَافَةُ عُمَرَ ثِنْتا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةُ أَشْهُرٍ ، وَخِلَافَةُ عُثْمانَ ثِنْتا عَشْرَةَ سَنَةً ، ثُمَّ خِلافَةُ عَلِيٍّ تَكْمِلَةُ الثَّلاثينَ . قلتُ : فمعاويةُ ؟ قال : كان أَوَّلَ المُلُوكِ[2] .

---

(١) أى اضبط عدد السنين واجمعها .

(٢) **حديث صحيح** . أخرجه أبو نعيم فى الإمامة والرد على الرافضة (١٨٠) ، والبيهقى فى المدخل (٥٢) من طريق المصنف .

وأخرجه أحمد (٢١٩٧٨) ، والترمذى (٢٢٢٦) ، والطبرانى ٩٧/٧ (٦٤٤٢) ، والبيهقى فى الدلائل ٣٤٢/٦ ، وابن عساكر فى تاريخ دمشق السيرة النبوية ٢٧٨/٢ من طرق عن الحشرج ، به . وقال الترمذى : حديث حسن .

# غنية الطالب

## فی مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

تحقیق وتخریج

شیخ الحدیث، علامہ غلام مصطفی ظہیر امن پوری

ترجمہ وتفہیم

ابوالوفا محمد حماد اثری

# معاویہ بن ابی سفیان پہلے بادشاہ ..اسنادہ حسن

## سیدنا علی ؓ خلیفہ راشد ہیں

سیدنا سفینہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ

خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكٌ، ثُمَّ قَالَ سَفِينَةُ : أَمْسِكْ، خِلَافَةُ أَبِي بَكْرٍ وَخِلَافَةُ عُمَرَ ثِنْتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةُ أَشْهُرٍ وَخِلَافَةُ عُثْمَانَ ثِنْتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةُ أَشْهُرٍ ثُمَّ خِلَافَةُ عَلِيٍّ تَكْمِلَةُ الثَّلَاثِينَ قُلْتُ : فَمُعَاوِيَةُ؟ قَالَ : كَانَ أَوَّلَ الْمُلُوكِ.

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: میری اُمت میں خلافت تیس سال ہوگی، پھر بادشاہت ہوگی۔سیدنا سفینہ ؓ کہتے ہیں: شمار کر لیجئے،سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر ؓ کی خلافت بارہ برس چھ ماہ تھی،سیدنا عثمان ؓ کی خلافت بارہ سال تھی، پھر سیدنا علی ؓ کی خلافت نے تیس سال پورے کر دیئے۔سعید بن جمہان ؒ نے پوچھا: سیدنا معاویہ ؓ؟ فرمایا: وہ پہلے بادشاہ تھے۔''

(مسند الطيالسي : 1203، مسند الإمام أحمد : 221/5، سنن الترمذي : 2226، وسنده حسنٌ)

حشرج بن نباتہ کی متابعت سنن ابی داود (۴۶۴۶) وغیرہ میں عبدالوارث بن سعید بصری (ثقہ،ثبت) نے اور مسند احمد (۵/۲۲۰،۲۲۱)وغیرہ میں حماد بن سلمہ (ثقہ ثبت) اورسنن ابی داود(۴۶۴۷) میں العوام بن حوشب الواسطی نے کی ہے۔

# مجموع فتاوى

## شيخ الإسلام أحمد بن تيمية

« قدّس الله روحه »

جمع وترتيب

عبد الرحمن بن محمد بن قاسم « رحمه الله »

وساعده ابنه محمد « وفقه الله »

ـ المجلد الخامس والثلاثون ـ

طبع بأمر

خادم الحرمين الشريفين الملك فهد بن عبد العزيز آل سعود

أجزل الله مثوبته

صفحہ 19 آخری لائن..معاویہ بن ابی سفیان پہلے بادشاہ..

قال النبي صلى الله عليه وسلم : « خلافة النبوة ثلاثون سنة ؛ ثم يؤتى الله ملكه - أو الملك — من يشاء » **لفظ** أبي داود من رواية عبد الوارث والعوام « تكون الخلافة ثلاثين عاما ، ثم يكون الملك » « تكون الخلافة ثلاثين سنة ، ثم تصير ملكا » وهو حديث مشهور من رواية حماد بن سلمة وعبد الوارث بن سعيد ، والعوام بن حوشب وغيره ، عن سعيد بن جمهان عن سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم ؛ رواه أهل السنن : كأبي داود ، وغيره ، واعتمد عليه الإمام أحمد وغيره في تقرير خلافة الخلفاء الراشدين الأربعة ، وثبته أحمد ؛ واستدل به على من توقف في خلافة علي : من



أجل افتراق الناس عليه ؛ حتى قال أحمد : من لم يربع بعلي في الخلافة فهو أضل من حمار أهله ؛ ونهى عن مناكحته ، وهو متفق عليه بين الفقهاء ، وعلماء السنة وأهل المعرفة ، والتصوف ، وهو مذهب العامة .

وإنما يخالفهم في ذلك بعض [ أهل ] الأهواء ، من أهل الكلام ، ونحوهم : كالرافضة الطاعنين في خلافة الثلاثة ، أو الخوارج الطاعنين في خلافة الصهرين المنافيين : عثمان وعلي ، أو بعض الناصبة النافين لخلافة علي ، أو بعض الجهال من المتسننة الواقفين في خلافته ، ووفاة النبي صلى الله عليه وسلم كانت في شهر ربيع الأول سنة إحدى عشرة من هجرته ، وإلى عام ثلاثين سنة كان إصلاح ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسن بن علي السيد بين فئتين من المؤمنين بنزوله عن الأمر عام إحدى وأربعين في شهر جمادى الأولى ، وسمي « عام الجماعة » لاجتماع الناس على « معاوية » وهو أول الملوك .

# المصنف

## لابن أبي شيبة

الإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي
المولود سنة ١٥٩هـ - والمتوفى سنة ٢٣٥هـ
رضي الله عنه

حققه وقوم نصوصه وخرج أحاديثه
محمد عوامة

المجلد التاسع عشر

الزهد - الأوائل

٣٥٣٦٧ - ٣٧٢٠١

مؤسسة علوم القرآن

شركة دار القبلة

بنی امیہ کا فرد میری سنت کو بدلیگا..سندہ حسن..

٣٧٠٢٧ ـ حدثنا هوذة بن خليفة، عن عوف، عن أبي خَلْدة، عن أبي العالية، عن أبي ذر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

---

ابن حبان في «الثقات» ٧: ٣٩٩ مع أتباع التابعين، فروايته عن عليّ منقطعة.

والحديث معروف برواية الترمذي له مرفوعاً (١٩٩٧) عن أبي هريرة، وضعّفه وقال: «والصحيح عن عليّ موقوف قولَه»، وكذلك رواه مرفوعاً بمثل إسناد الترمذيِّ: ابنُ حبان في «المجروحين» ١ ٣٥٠ ـ ٣٥١ وجزم بصحته عن عليّ موقوفاً عليه. والواقع أن إسناد المرفوع رجاله ثقات من رجال مسلم، كما قال العراقي في «تخريج الإحياء» ٢: ١٨٥، لكن أعلَّه النقاد وصححوا وقفه، كما تقدم.

وأما ابن الكوّاء: فتقدم التعريف به برقم (١٦٥٠٨).

٣٧٠٢٧ ـ هذا هو الصواب في سياقة إسناد هذا الحديث كما جاء في رواية المصنف له في «مسنده»، على ما في «المطالب العالية» (٤٤٦٢)، لكن تحرف فيه: أبي خلدة، إلى: أبي مجلز، وجاء على الصواب في رواية ابن عدي له في «الكامل» ٣: ٢١٠٢٤، من طريق المصنف، وفي «دلائل النبوة» للبيهقي ٦: ٤٦٦، وعنه ابن كثير في «البداية» ٦: ٢٣٤.

وهذا إسناد حسن، وقد قال المزي في ترجمة أبي العالية ٩: ٢١٥: «روى عن أبي ذر الغفاري، وقيل: عن أبي مسلم الجَذَمي، عن أبي ذر» أي: ففي سماع أبي العالية من أبي ذر وقفة، إلا أن الذهبي في «السير» ٤: ٢٠٧ لما لخَّص ترجمة أبي العالية من كتاب شيخه المزي قال: «سمع من عمر وأبي ذر»، ولم يذكر خلافاً ولا وقفة، حتى إنه عبَّر بقوله: سمع، بدلاً من: روى.





يقول: «أولُ من يبدِّل سنتي: رجل من بني أمية».

سلسلة

# الأحاديث الصحيحة

وشيء من فقهها وفوائدها

محمد ناصر الدين الألباني

المجلد الرابع

١٥٠١ - ٢٠٠٠

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد

الرياض

حديث 1749.. تبصره امام البانى. صفحه 330....

من أعلام نبوته ﷺ الغيبية

١٧٤٩ - (أوَّلُ من يُغَيِّرُ سنتي رجلٌ من بني أميَّة) .

أخرجه ابن أبي عاصم في «الأوائل» (٢/٧) : حدثنا عبيد الله بن معاذ : ثنا أبي : ثنا عوف عن المهاجر أبي مخلد عن أبي العالية عن أبي ذر أنه قال ليزيد بن أبي سفيان : سمعت رسول الله ﷺ ، فذكره .

قلت : وهذا إسناد حسن ، رجاله ثقات رجال الشيخين غير المهاجر وهو ابن مخلد أبو مخلد ، قال ابن معين :

« صالح » . وذكره ابن حبان في «الثقات» . وقال الساجي :

« صدوق » . وقال أبو حاتم :

« لين الحديث ليس بذاك ، وليس بالمتقن ، يكتب حديثه » .



قلت : فمثله لا ينزل حديثه عن مرتبة الحسن . والله أعلم .

ولعل المراد بالحديث تغيير نظام اختيار الخليفة ، وجعله وراثة . والله أعلم .

**طرق حديث : من كنت مولاه ... .**

**١٧٥٠ - ( مَنْ كُنْتُ مولاه ، فعليٌّ مولاه ، اللهم والِ من والاه ، وعادِ من عاداه ) .**

ورد من حديث زيد بن أرقم ، وسعد بن أبي وقاص ، وبريدة بن الحصيب ، وعلي بن أبي طالب ، وأبي أيوب الأنصاري ، والبراء بن عازب ، وعبد الله بن عباس ، وأنس بن مالك ، وأبي سعيد ، وأبي هريرة .

١ - حديث زيد ، وله عنه طرق خمس :

**الأولى** : عن أبي الطفيل عنه قال :

لما دفع النبي ﷺ من حجة الوداع ، ونزل غدير (خُم) ، أمر بدوحاتٍ فقُمِمْنَ ، ثم قال : كأني دعيت فأجبت ، وإني تارك فيكم الثقلين أحدهما أكبر من الآخر : كتاب الله ، وعترتي أهل بيتي ، فانظروا كيف تخلفوني فيهما ، فإنهما لن يتفرقا حتى يردا علَيَّ الحوض ، ثم قال : «إن الله مولاي وأنا ولي كل مؤمن» . ثم إنه أخذ بيد علي رضي الله عنه فقال :

# فتح الباري بشرح صحيح البخاري

للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣ - ٨٥٢هـ)

وعليه تعليقات مهمة

للعلامة الشيخ

عبد الرحمن بن ناصر البراك

اعتنى به

أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي

**طبعة جديدة مصححة ومقابلة على طبعة بولاق الميرية وقد تضمنت لأول مرة:**

- بيان إحالات ابن حجر في الكتاب (أكثر من ١٣٠٠٠ موضع).
- توثيق النصوص من أهم موارد ابن حجر (قرابة ٤٤ مرجعًا).
- ذكر أرقام أطراف كل حديث في السابق له واللاحق عليه.
- بيان مواضع تراجعات الحافظ ابن حجر.
- الإشارة إلى مواضع معلقات البخاري في تغليق التعليق.

{ مع الاحتفاظ بترقيم محمد فؤاد عبد الباقي للكتب والأبواب والأحاديث والإحالة بالهامش الجانبي إلى مواضع الكلام بالطبعة السلفية }

## المجلد العاشر

**الأحاديث: ٤٥٥٤ – ٤٩١٠**

**الكتب: بقية كتاب التفسير**

دار طيبة

عبد الرحمٰن بن ابی بکر رض نے فرمایا یہ قیصر و کسریٰ کی سنت ہے



**قوله: (كان مروان على الحجاز)** أي أميرًا على المدينة من قبل معاوية، وأخرج الإسماعيلي والنسائي من طريق محمد بن زياد ـ هو الجمحي ـ قال: «كان مروان عاملًا على المدينة».

**قوله: (استعمله معاوية، فخطب فجعل يذكر يزيد بن معاوية لكي يبايع له)** في رواية الإسماعيلي من الطريق المذكورة «فأراد معاوية أن يستخلف يزيد ـ يعني ابنه ـ فكتب إلى مروان بذلك، فجمع مروان الناس فخطبهم، فذكر يزيد، ودعا إلى بيعته وقال: إن الله أرى أمير المؤمنين في يزيد رأيًا حسنًا، وإن يستخلفه فقد استخلف أبو بكر وعمر».

**قوله: (فقال له عبد الرحمن بن أبي بكر شيئًا)** قيل: قال له: بيننا وبينكم ثلاث، مات / رسول الله ﷺ وأبو بكر وعمر ولم يعهدوا. كذا قال بعض الشراح وقد اختصره فأفسده، ٨ / ٥٧٧
والذي في رواية الإسماعيلي: فقال عبد الرحمن: ما هي إلا هرقلية. وله من طريق شعبة عن محمد بن زياد: فقال مروان: سنة أبي بكر وعمر. فقال عبد الرحمن: سنة هرقل وقيصر. ولابن المنذر من هذا الوجه: أجئتم بها هرقلية تبايعون لأبنائكم؟ ولأبي يعلى وابن أبي حاتم من طريق إسماعيل بن أبي خالد: «حدثني عبد الله المدني قال: كنت في المسجد حين خطب مروان فقال: إن الله قد أرى أمير المؤمنين رأيًا حسنًا في يزيد، وإن يستخلفه فقد استخلف أبو بكر وعمر. فقال عبد الرحمن: هرقلية، إن أبا بكر والله ما جعلها في أحد من ولده ولا في أهل بيته، وما جعلها معاوية إلا كرامة لولده».

**قوله: (فقال: خذوه، فدخل بيت عائشة فلم يقدروا)** أي امتنعوا من الدخول خلفه إعظامًا لعائشة. وفي رواية أبي يعلى «فنزل مروان عن المنبر حتى أتى باب عائشة فجعل يكلمها وتكلمه ثم انصرف».

**قوله: (فقال مروان: إن هذا الذي أنزل الله فيه)** في رواية أبي يعلى «قال مروان: اسكت، ألست الذي قال الله فيه . . . ـ فذكر الآية ـ، فقال عبد الرحمن: ألست ابن اللعين الذي لعنه رسول الله ﷺ؟».

**قوله: (فقالت عائشة)** في رواية محمد بن زياد: فقالت كذب مروان.

**قوله: (ما أنزل الله فينا شيئًا من القرآن، إلا أن الله أنزل عذري)** أي الآية التي في سورة النور في قصة أهل الإفك وبراءتها مما رموها به. وفي رواية الإسماعيلي: فقالت عائشة: كذب والله ما نزلت فيه. وفي رواية له: والله ما أنزلت إلا في فلان ابن فلان الفلاني. وفي رواية له: لو

سلسلة

# الأحاديث الصحيحة

وشيء من فقهها وفوائدها

تأليف

محمد ناصر الدين الألباني

رحمه الله

المجلد السابع

القسم الأول

٣٠٠٠ - ٣٢٢١

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد

الرياض

معاویہ بن ابی سفیان نے قیصر و کسریٰ کی سنت پر عمل کیا۔

«إسناده صحيح» . وسكت عنه في «السير» (١٠٨/٢) ؛ ولم يعزه لأحد !

وقد أخرجه أحمد أيضاً (٥/٥) : ثنا عبدالرزاق : أنا ابن عيينة عن إسماعيل ابن أبي خالد عن الشعبي .

وهذا صحيح على شرط الشيخين كما ترى .

**والشاهد الآخر** : يرويه عبدالرحمن بن مَعْنٍ (وهو ابن مَغْرَاءَ) : أنبأ إسماعيل ابن أبي خالد عن عبدالله البَهِيِّ ـ مولى الزبير ـ قال :

كنت في المسجد ، ومروان يخطب ، فقال عبدالرحمن بن أبي بكر : والله ! ما استخلف أحداً من أهله . فقال مروان : أنت الذي نزلت فيك ﴿**والذي قال لوالديه أفٍّ لكما**﴾ ، فقال عبدالرحمن : كذبت ، ولكن رسول الله ﷺ لعن أباك ، وقال البزار :

«لا نعلمه عن عبدالرحمن إلا من هذا الوجه» .

قلت : وإسناده حسن كما قال الهيثمي ، وأقره الحافظ في «مختصر الزوائد» (٦٨٦/١) .

وقد وجدت لابن مغراء متابعاً قويّاً ، وهو يحيى بن زكريا بن أبي زائدة ، وقد ساقه بسياق أتم وأوضح ، رواه عنه ابن أبي حاتم ـ كما في «تفسير ابن كثير» (١٥٩/٤) ـ عن عبدالله البهي قال :

إني لفي المسجد حين خطب مروان فقال : إن الله تعالى قد أرى أمير المؤمنين في (يزيد) رأياً حسناً وأن يستخلفه ، فقد استخلف أبو بكرٍ عمرَ ـ رضي الله عنهما ـ . فقال عبدالرحمن بن أبي بكر ـ رضي الله عنهما ـ : أهرقلية؟! إن أبا بكر ـ رضي الله عنه ـ ما جعلها في أحد من ولده ، وأحد من أهل بيته ، ولا جعلها معاوية إلا رحمة وكرامة لولده ! فقال مروان : ألست الذي قال لوالديه : ﴿**أفٍّ لكما**﴾؟ فقال

# نسائی کی روایت کی سند صحیح ہے...معاویہ اور قیصر و کسریٰ

عبدالرحمن : ألست يا مروان ! ابن اللعين الذي لعن رسولُ الله ﷺ أباك؟! قال : وسمعتهما عائشة ـ رضي الله عنها ـ ، فقالت : يا مروان ! أنت القائل لعبدالرحمن كذا وكذا؟! كذبت ! ما فيه نزلت ، ولكن نزلت في فلان بن فلان . ثم انتحب مروان ( ! ) ثم نزل عن المنبر حتى أتى باب حجرتها ، فجعل يكلمها حتى انصرف .

قلت : سكت عنه ابن كثير ، وهو إسناد صحيح .

وأخرجه البخاري في «صحيحه» (٤٨٢٧) بإسناد آخر مختصراً ، وفيه :

فقال (مروان) : خذوه ! فدخل بيت عائشة ، فلم يقدروا عليه .

وفيه إنكار عائشة على مروان .

وأخرجه النسائي في «الكبرى» (٦/٤٥٨ ـ ٤٥٩) من طريق ثالثة من رواية شعبة عن محمد بن زياد قال :

لما بايع معاوية لابنه قال مروان : سنة أبي بكر وعمر ! فقال عبدالرحمن بن أبي بكر : سنة هرقل وقيصر !

وفيه أن عائشة قالت رداً على مروان :

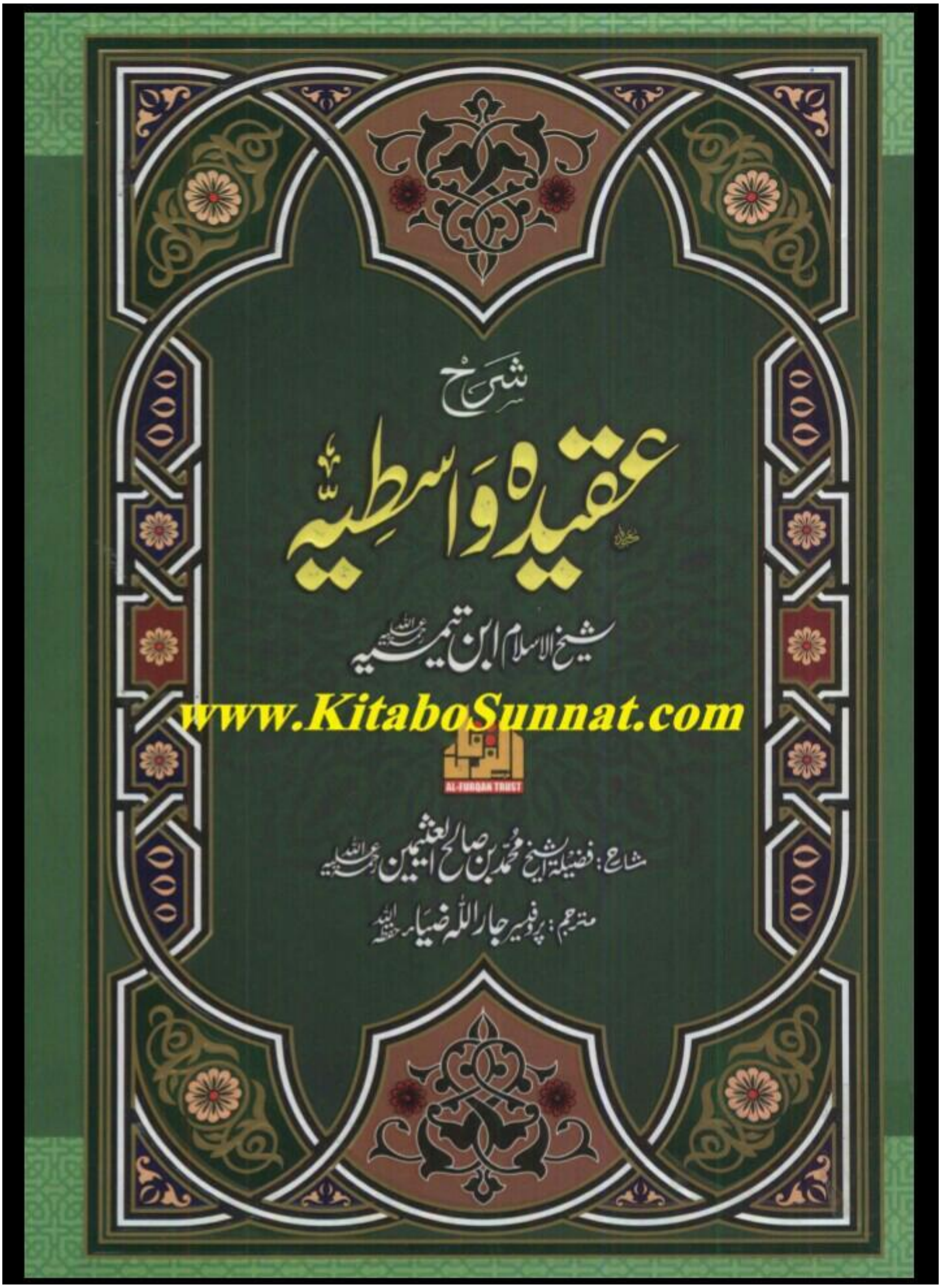
كذب والله ! ما هو به ، ولو شئت أن أسمي الذي أُنزلت فيه لسمَّيته ، ولكن رسول الله ﷺ لعن [أبا][1] مروان ، ومروان في صلبه فَضَض[2] من لعنة الله .

قلت : وإسناده صحيح ، وعزاه الحافظ في «الفتح» (١٣/٥٧٧) ، والسيوطي في «الدر» (٦/٤١) لعبد بن حميد ، وابن المنذر ، والحاكم ـ وصححه ـ ، وابن مردويه .

---

(١) سقطت من «سنن النسائي» ، واستدركتها من «الدر» .

(٢) أي : قطعة وطائفة منها ؛ كما في «النهاية» ، وفي «الدر» : (فضفض) ! فهو تصحيف ، وكذلك وقع في «تفسير ابن كثير» ، فليصحح .


شرح
عقیدہ واسطیہ
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
www.KitaboSunnat.com
AL-FURQAN TRUST
شارح: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ
مترجم: پروفیسر جار اللہ ضیاء حفظہ اللہ

## خلافت میں اختلاف کرنے والا گدھے سے بڑھ کر گمراہ ہے

□ مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((ومن طعن فی خلافة احد من هولاء، فهو أضل من حمار اهله.))

''ان میں سے کسی ایک کی خلافت میں طعنہ زنی کرنے والا اپنے گھر والوں کے گدھے سے بھی بڑھ کر گمراہ ہے۔''

**شــرح:** ......ان خلفائے اربعہ میں سے کسی ایک کی خلافت میں طعنہ زنی کرتے ہوتے ہیں اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ وہ خلافت کا مستحق نہیں تھا یا وہ اپنے سے پہلے خلیفہ سے زیادہ اس کا استحقاق رکھتا تھا تو ایسا شخص اپنے گھر والوں کے گدھے سے بھی زیادہ گمراہ ہے۔

مؤلف رحمہ اللہ نے یہ تعبیر اس لیے اختیار فرمائی کہ یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی تعبیر ہے۔ یہ بات شک وشبہ سے بالا تر ہے کہ ایسا شخص اپنے گھر کے گدھے سے بھی زیادہ گم کردہ راہ ہے۔ گدھے کا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام حیوانات سے بڑھ کر کند ذہن اور غبی ہوا کرتا ہے، خلفاء راشدین میں سے کسی ایک کی خلافت میں طعنہ زنی کرنا یا اس کی ترتیب میں طعنہ کرنا تمام صحابہ کرام پر طعنہ زنی کرنے کے مترادف ہے۔

ہم پر یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، پھر عمر، پھر عثمان اور پھر علی رضی اللہ عنہم، اور یہ کہ وہ اسی ترتیب کے مطابق خلافت کے حقدار تھے۔ اور ہمیں یہ کہنے کا قطعاً کوئی حق نہیں کہ خلافت میں ظلم روا رکھا گیا، جس طرح کہ شیعہ کا دعویٰ ہے، جن کے نزدیک پہلے تینوں خلفاء معاذ اللہ ظالم اور غاصب تھے، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے خلافت غصب کرتے ہوئے ان پر ظلم ڈھایا۔

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے خلفاء کے بارے میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں کو لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے







خلیفہ بنایا تھا۔ اور یہ کہ وہ دوسروں سے زیادہ خلافت کا حق دار تھا، اس لیے کہ وہ لوگ خیر القرون کے لوگ نہیں تھے، ان سے ظلم وزیادتی کا صدور بھی ہوا، اسلامی تعلیمات سے انحراف کا بھی، اور فسق و فجور کا بھی، جس کی وجہ سے دوسرے لوگ ان سے زیادہ خلافت کا استحقاق رکھتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (الانعام: ۱۲۹)

''اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کر دیتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ برے اعمال کیا کرتے تھے۔''

یہ بات آپ کے علم میں رہے کہ افضلیت کی گزشتہ ترتیب کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان میں سے کسی غیر کو اگر کسی چیز میں اس پر فضیلت حاصل ہے تو اسے ہر چیز میں اس پر فضیلت حاصل ہے، بلکہ مفضول کو کوئی ایسی فضیلت بھی حاصل ہو سکتی ہے جس میں کوئی بھی اس کا شراکت دار نہیں ہو سکتا، خلفاء اربعہ یا کسی اور کا کسی ایسی خوبی کے ساتھ ممتاز ہونا جس کے ساتھ وہ کسی دوسرے پر فضیلت رکھتا ہو افضلیت مطلقہ پر دلالت نہیں کرتا: لہٰذا اطلاق اور تقیید میں فرق ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔